عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۳ تا ۹/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ تا ۲۶/ اگست ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۱۳

امیر المؤمنین فی الحدیث

ختمِ نبوت کانفرنس برمنگھم

خطیبِ ملت، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

اسلام میں حیا کا تصور

قرونِ اولیٰ میں تعلیم و تعلم

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

عورت پر نماز کب فرض ہوتی ہے؟

س:...... کتنی عمر میں عورت پر نماز فرض ہوتی ہے؟

ج:...... جوان ہونے کا وقت معلوم ہو تو اس وقت سے نماز فرض ہے' ورنہ عورت پر نو سال پورے ہونے پر دسویں سال سے نماز فرض سمجھی جائے گی۔

عورت کو نماز میں کتنا جسم ڈھانپنا ضروری ہے؟

س:...... اکثر لوگ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کے وقت ضروری پوشیدہ کپڑا (سینہ بند) ضرور پہنے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی' وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ کپڑا یعنی سینہ بند کفن میں بھی شامل ہے جبکہ اکثر جگہوں پر لکھا ہوا ہے کہ ہاتھ' پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم ڈھکا ہوا ہونا چاہئے۔ اب آپ فرمایئے کہ کون سی بات درست ہے؟ اور آیا سینہ بند نماز کے وقت ضروری ہے؟

ج:...... عورت کو نماز میں ہاتھ' پاؤں اور چہرے کے علاوہ باقی سارا بدن ڈھکنا ضروری ہے۔ سینہ بند ضروری نہیں۔ جن لوگوں نے سینہ بند کو ضروری کہا انہوں نے غلط کہا۔

ایسے باریک کپڑوں میں جن سے بدن جھلکے نماز نہیں ہوتی:

س:...... ہم گرمیوں میں لان اور وائل کے باریک کپڑے پہنتے ہیں اور اسی حال میں نماز بھی پڑھتے ہیں تو کیا ہماری نماز قبول ہو جاتی ہوگی؟ ہماری ایک عزیزہ کا کہنا ہے کہ ان کپڑوں میں نماز قبول نہیں ہوتی کیونکہ ان میں سے جسم جھلکتا ہے۔

ج:...... جو کپڑے ایسے باریک ہوں کہ ان کے اندر سے بدن نظر آئے ان سے نماز نہیں ہوتی۔ نماز کے لئے دوپٹہ موٹا استعمال کرنا چاہئے۔

عورت کا ننگے سر یا ننگے بازو کے ساتھ نماز پڑھنا:

س:...... بعض خواتین نماز کے دوران اپنے بال نہیں ڈھانکتیں۔ دوپٹہ انتہائی باریک استعمال کرتی ہیں یا پھر اتنا مختصر ہوتا ہے کہ کہنیوں سے اوپر بازو بھی ننگے ہوتے ہیں اور ستر پوشی بھی ٹھیک طرح سے ممکن نہیں ہوتی۔ ایسی خواتین سے جب کچھ کہا جائے تو وہ فرماتی ہیں کہ جب بندوں سے پردہ نہیں تو اللہ سے کیا پردہ؟ آپ کے خیال سے کیا ایسے نماز ہو جاتی ہے؟ اور اگر ہوتی ہے تو کیسی؟

ج:...... چہرہ' دونوں ہاتھ گٹوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک' ان تین اعضاء کے علاوہ نماز میں پورا بدن ڈھکنا عورت کے لئے نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ خواتین کا یہ کہنا کہ ''جب بندوں سے پردہ نہیں تو خدا سے کیا پردہ؟'' بالکل غلط منطق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تو کپڑے پہننے کے باوجود آدمی چھپ نہیں سکتا' تو کیا پورے کپڑے اتار کر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جائے گی؟ پھر بندوں سے پردہ نہ کرنا ایک مستقل گناہ ہے' جو عورت اس گناہ میں مبتلا ہو اس کے لئے یہ کیسے جائز ہو گیا کہ وہ نماز میں بھی ستر نہ ڈھانکے؟ الغرض عورتوں کا یہ شبہ شیطان نے ان کی نمازیں غارت کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے۔

بچہ اگر ماں کا سر درمیان نماز ننگا کر دے تو کیا نماز ہو جائے گی؟

س:...... چھ ماہ سے لے کر تین سال کی عمر کے بچے کی ماں نماز پڑھ رہی ہے۔ بچہ ماں کے سجدے کی جگہ لیٹ جاتا ہے' جب ماں سجدے میں جاتی ہے تو بچہ ماں کے اوپر پیٹھ پر بیٹھ جاتا ہے' ماں کے سر سے دوپٹہ اتار دیتا ہے اور بالوں کو بکھیر دیتا ہے۔ کیا اس حال میں ماں کی نماز ہو جاتی ہے؟

ج:...... نماز کے دوران سر کھل جائے اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے گی' اور اگر سر کھلتے ہی فوراً ڈھک لیا تو نماز ہوگئی۔

ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا:

س:...... وہ عورتیں جو اکثر ساڑھی باندھتی ہیں' کیا وہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتیں؟

ج:...... ان کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے' اور لباس ایسا پہنیں جس میں بدن نہ کھلتا ہو' بیٹھ کر ان کی نماز نہ ہوگی۔ اگر بدن پورا ڈھکا ہوا ہو تو نماز ساڑھی میں بھی ہو جائے گی مگر ساڑھی خود ناپسندیدہ لباس ہے۔

نماز میں سینے پر دوپٹہ ہونا اور بانہوں کا چھپانا لازمی ہے؟

س:...... کیا نماز پڑھتے وقت سینے پر دوپٹے کا ہونا اور ہاتھ دوپٹے کے اندر چھپانا لازمی ہے؟

ج:...... پہنچوں تک ہاتھ کھلے ہوں تو مضائقہ نہیں' سینے پر اوڑھنی ہونی چاہئے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

سرپرست

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

جلد:۲۳ شمارہ:۱۳ ۳ تا ۹/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ تا ۲۶/اگست ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ	نائب مدیر اعلیٰ	مدیر
مولانا عزیز الرحمن جالندھری	مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

اس شمارے میں

اداریہ		4
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری	(مولانا نذیر احمد تونسوی)	6
قرون اولیٰ میں تعلیم و تعلم	(قاضی محمد اطہر مبارک پوری)	12
اسلام میں حیاء کا تصور	(قاری محمد عثمان غنی الحسینی)	16
امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاریؒ	(مولانا محمود حسن فریدی)	18
ختم نبوت کانفرنس برمنگھم	(مرتبہ: اطہر عظیم)	21

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا بشیر احمد

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا نذیر احمد تونسوی

مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا سعید احمد جلال پوری

صاحبزادہ طارق محمود

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد

قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بوری بازار برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس: 35, Stockwell Green, London, SW9 9HZ U.K. Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان۔ فون: ۵۸۳۴۸۶، ۵۱۴۱۲۲۔ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan. Ph: 583486-514122 Fax: 542277

دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷۔ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust) Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi. Ph: 7780337 Fax: 7780340

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ!

انیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کا عظیم الشان انعقاد

جیسا کہ قارئین کے علم میں ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد قادیانی جماعت کا اس وقت کا سربراہ مرزا طاہر برقع اوڑھ کر چوری چھپے پاکستان سے فرار ہوکر لندن جا پہنچا اور وہاں اس نے قادیانیوں کا نیا مرکز قائم کیا۔ اس کے بعد سے قادیانیوں نے برطانیہ میں سالانہ اجتماعات منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کردیا۔ قادیانیوں کے اس نئے مرکز کے قیام کے بعد علمائے کرام نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرکردگی میں برطانیہ سمیت پورے یورپ میں تردید قادیانیت کے حوالے سے کام شروع کیا اور تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے سالانہ کانفرنس کے انعقاد کی بنیاد ڈالی جس کا سلسلہ بعدازاں یورپ کے دیگر ممالک میں بھی پھیل گیا۔ یہ ختم نبوت کانفرنس کا نقطۂ آغاز تھا۔ ابتدائی سالوں میں یہ کانفرنس ویمبلے ہال لندن میں منعقد ہوئی، لیکن بعدازاں اسے جامع مسجد برمنگھم میں منعقد کیا جانے لگا اور اس وقت سے تاحال یہ کانفرنس جامع مسجد برمنگھم ہی میں منعقد ہو رہی ہے۔

امسال ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد یکم اگست کو ہونا طے تھا۔ اس سلسلے میں تیاریوں کی تفصیل قارئین ایک سابقہ شمارے میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یکم اگست کو محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً ''تمام راستے اور تمام قافلے'' جامع مسجد برمنگھم کی طرف رواں دواں تھے۔ کوچوں، کاروں اور دیگر ذرائع آمدورفت کے ذریعہ برطانیہ ہی نہیں بلکہ پورے یورپ سے شرکاء ومندوبین کانفرنس میں تشریف لائے۔ بیرونی ممالک جہاں سے مقررین ومندوبین تشریف لائے ان میں جرمنی، ڈنمارک، ناروے، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک شامل ہیں۔ کانفرنس کی دو نشستیں منعقد ہوئیں۔ کانفرنس کی صدارت حسب سابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ، خواجہ خواجگان، حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی جبکہ اس مرتبہ کانفرنس کے مہمان خصوصی قائد حزب اختلاف اور متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم تھے۔ کانفرنس کا آغاز خواجہ خواجگان، حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کی دعا واجازت سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری قمرالزماں نے حاصل کی جبکہ نعت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کرنے کی سعادت سید سلمان گیلانی، مفتی عبدالمنتقم سلہٹی اور شعیب کو حاصل ہوئی۔ کانفرنس کے حوالے سے حضرت اقدس امیر مرکزیہ کے تاثرات کا خلاصہ یہ تھا کہ علمائے کرام گزشتہ ایک سو سال سے قادیانیت کے خلاف آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے پرامن جدوجہد کر رہے ہیں۔ قادیانیت نے دنیا کو غیر عقلی عقائد ونظریات اور اسلام کے نام پر دھوکہ دہی کے ذریعہ گمراہ کیا ہے اور امام مہدی، مسیح موعود، ظلی و بروزی نبی کی اصطلاحات کے ناروا استعمال کے ذریعہ اسلام کے امیج کو مسخ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جنم سمجھنا قادیانی عقائد کی بنیاد ہے۔ مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ قادیانیوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر مغربی ممالک مسلمانوں سے اس درجہ بدگمان ہوگئے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو انسانوں کا درجہ دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یورپ میں مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کے لئے بے مثال خدمات انجام دی ہیں۔ اس کا واضح ثبوت یورپ میں قادیانیت سے تائب ہونے والے نومسلموں کی بڑھتی ہوئی تعداد ہے جن کی ایک تعداد آج کانفرنس میں شریک ہے۔ مسلم امہ قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کے خاتمے کیلئے خصوصی فنڈ مختص کرے۔ مغربی ممالک قادیانیوں کی سرپرستی کرنا اور انہیں سیاسی پناہ فراہم کرنا چھوڑ دیں۔ اقوام متحدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو عالمی سطح پر جرم قرار دے کر توہین رسالت کا عالمی قانون پاس کرے۔ مسلم ممالک ناموس

ختم نبوت

رسالتؐ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اقوام متحدہ میں آواز اٹھائیں۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کہا کہ اسلام اور قادیانیت ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن قادیانی امریکا اور یورپ میں قادیانیت کو حقیقی اسلام باور کرا کر دنیا کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قادیانیوں نے مغربی دنیا کو دینی مدارس کے خلاف بدگمان کیا ہے۔ قادیانیت سے تائب ہونے والے جرمن نومسلم نے کہا کہ قادیانی رہنماؤں نے ہمیں ہمیشہ یہ کہہ کر دھوکا دیا کہ وہ مرزا غلام احمد کو امام مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں لیکن جب ہم نے مرزائی لٹریچر کا از خود مطالعہ کیا تو خود مرزا غلام احمد کی تحریر میں اپنے آپ کو محمد رسول اللہ، نبی، رسول حتیٰ کہ خدا تک قرار دینے کے دعوے تحریر تھے، جنہیں پڑھنے کے بعد میں، میرا پورا خاندان اور دیگر سلیم الطبع قادیانی قادیانیت سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور اب ہمیں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں کھلی آنکھوں نظر آ رہی ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے کا نام نہیں بلکہ آپؐ کے بعد کسی شخصیت کو آپ کا دوسرا جنم یا دوسرا روپ ماننے سے انکار بھی عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ قادیانی عقائد کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہٖ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے پر رکھی گئی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے عیسیٰ مسیح اور امام مہدی ہونے کے دعوے غلط ثابت ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر مولانا منظور احمد الحسینی نے کہا کہ اسلام، یہودیت اور عیسائیت تینوں مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ قیامت سے قبل ایک مسیحا نے آنا ہے۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کے نزدیک وہ مسیحا حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس وقت آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت میں ایک خلیفہ برحق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے جبکہ اس کے برعکس یہودیوں کے نزدیک وہ مسیحا دجال ہوگا۔ قادیانیوں کی جانب سے وفاتِ مسیح کا عقیدہ رکھنا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود خیال کرنا لغو اور باطل عقیدہ ہے جس کی قرآن وحدیث صریح مخالفت کرتے ہیں۔

الحمدللہ! کانفرنس توقعات سے بھی زیادہ کامیاب رہی اور ایک اندازے کے مطابق بیس ہزار سے زائد مسلمانوں نے کانفرنس میں شرکت کی۔ یہ کانفرنس بلاشبہ یورپ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا نمائندہ اجتماع ثابت ہوئی جسے دنیا بھر کے اخبارات وجرائد نے زبردست کوریج دی۔ کانفرنس میں علمائے کرام اور مقررین نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کی عکاسی کی اور اسلام کے خلاف ہونے والے غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈے کا پردہ چاک کیا۔ مقررین نے اسلام اور مسلمانوں پر عائد کئے جانے والے دہشت گردی کے الزامات کی تردید کی اور اسلامی تنظیموں بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مثبت کردار اور اس کی جانب سے آئین اور قانون کی پاسداری کی روش کو اجاگر کیا اور سراہا۔ کانفرنس میں قادیانی جماعت کو من حیث الجماعت دعوتِ اسلام دی گئی اور اس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ دھوکہ دہی اور فریب کے ذریعہ اپنے غیر اسلام عقائد ونظریات کو اسلام باور کرانا چھوڑ دے اور اسلام کے نام پر قادیانی مذہب کو حقیقی اسلام کہنا ترک کر دے۔ مقررین کی تقریروں کا معیار انتہائی بلند تھا اور کسی مقرر نے شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ مقررین نے قادیانیوں کی مذہبی کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا کہ قادیانیت بنیادی طور پر کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک سیاسی ٹولہ ہے جس کی بنیاد سفید طاغوت اور استعمار کو تقویت پہنچانے کے لئے رکھی گئی تھی اور آج تک یہ جماعت اپنے قیام کے مقاصد کو پورا کرنے کے سلسلے میں سرگرم عمل ہے۔ (مقررین کے اظہار خیال کی تفصیل کیلئے اس شمارے میں کانفرنس کی مکمل رپورٹ ملاحظہ فرمائیں)۔ کانفرنس کی دوسری نشست دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ مجموعی طور پر کانفرنس سے اسلام کے بارے میں اچھا تاثر پھیلنے کی امید ہے۔ مقررین کی سلجھی ہوئی تقریریں مسلمانوں کو موجود دور میں اسلام پر عمل کرنے اور یورپی ماحول میں اسلام کو درپیش مسائل کا احاطہ کئے ہوئے تھیں، جس سے مسلمانوں کو موجودہ دور میں زندگی گزارنے کے لئے ایک لائحہ عمل ملا۔ امید کی جاتی ہے کہ انشاءاللہ یہ کانفرنس یورپ ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں اسلام کے فروغ کی سمت میں ایک اہم قدم ثابت ہوگی اور اس کے ذریعہ قادیانیت کی گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور لگے گا جو بالآخر اس کے مکمل طور پر ڈھے جانے کی صورت میں نکلے گا اور پھر دنیا میں ڈھونڈے سے بھی کوئی قادیانی نہیں ملے گا۔

خطیبِ ملّت، امیرِ شریعت
سیّد عطاء اللہ شاہ بُخاریؒ

مولانا نذیر احمد تونسوی

کشادہ پیشانی، بھرا ہوا روشن گول چہرہ، قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا نقشِ ثانی، شربتی آنکھوں میں سرخ ڈورے بھنویں ہلکی، پلکیں لمبی، نظر عقابی جس سے غیرت وخودداری اور مؤمنانہ فراست کی کرنیں پھوٹ رہی ہوں، دراز قامت، دوہرا جسم، چوڑا سینہ جرأت وشجاعت کے غماز مضبوط شانے، سرخ گندمی رنگت، گھنے اور گھنگریالے بال مگر سنت نبویؐ کی مثال، سفید داڑھی جیسے انوار صبح کا سماں، سیاہ زلفوں میں روشن چہرہ جیسے ظلمتِ شب میں مہتاب، یہ ایک ایسی شخصیت کا چہرہ ہے، جنہوں نے اپنی پوری زندگی دین اسلام کی سربلندی اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے وقف کردی تھی، اور برصغیر سے انگریز سامراج کے انخلاء کے لئے دن رات کوشاں رہے اور اس سلسلہ میں دار ورسن کے تمام مراحل طے کئے، جیل کی تنگ وتاریک کوٹھریاں بھی جن کے پائے استقلال کو متزلزل نہ کرسکیں، جس نے اپنے فن خطابت سے فرنگی ایوانوں میں آگ لگادی، اس بطل حریت، جہاد آزادی کے عظیم سرخیل کو دنیا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام سے جانتی ہے۔

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ۳۰/ستمبر ۱۸۹۱ء کو پٹنہ صوبہ بہار (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ننھیال نے آپ کا نام سید شرف الدین احمد اور ددھیال نے آپ کا نام سید عطاء اللہ رکھا۔ آپؒ کا سلسلہ نسب چھتیسویں پشت میں نواسہ رسول سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

تعلیم:

شاہ جیؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے نانا سے حاصل کی اور قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت بھی انہی سے حاصل کی، فن قرأت قاری سید عمر عاصم عربؒ سے سیکھا۔ جب پٹنہ سے پنجاب منتقل ہوئے تو راجووال میں قاضی عطا محمد کے مدرسہ میں پڑھتے رہے۔ ۱۹۱۴ء کو جب امرتسر آگئے تو وہاں مولانا نور احمد امرتسریؒ سے قرآن کریم کی تفسیر پڑھی، فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ سے اور حدیث کی تعلیم حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور سے حاصل کی۔

بیعت وخلافت:

روحانی تربیت کے لئے آپؒ نے پہلے پہل حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور بعد ازاں پیر ومرشد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور حضرت رائے پوریؒ کی جانب سے شرف خلافت سے بھی نوازے گئے۔

شاہ جیؒ کے نام سے خطابت کا تصور:

جس طرح ہر بڑے انسان کی خصوصیت اس کا نام لیتے ہی حافظے کی لوح پر آجاتی ہے اسی طرح امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا نام آتے ہی ایک عظیم اور بے مثال خطیب کا تصور ابھر کر سامنے آجاتا ہے، جس طرح قلم کا تصور بغیر تحریر کے بیکار ہے اسی طرح شاہ جیؒ بغیر خطابت اور خطابت کے بغیر شاہ جی کا تصور بے رنگ رہتا ہے، دونوں آپس میں لازم وملزوم تھے، گویا شاہ جیؒ اور خطابت یار غار تھے۔ گزشتہ صدی میں برصغیر میں اردو زبان نے اتنا بڑا خطیب پیدا نہیں کیا، شاہ جی کی ذات خطابت سے مختص تھی، وہ سراپا خطابت تھے، جہاں بڑے بڑے زبان آوروں کی متاع سخن ختم ہوجاتی وہاں سے ان کی خطابت شروع ہوتی اور شورش کاشمیری مرحوم کے بقول شاہ جیؒ پیدائشی خطیب تھے انہوں نے خطابت کو اختیار نہیں کیا بلکہ خطابت نے ان کو اختیار کیا تھا، وہ تمام محاسن ومحامد جن سے خطابت استوار ہوتی ہے قدرت نے انہیں بکمال تمام ودیعت کئے تھے۔

خطابت کیا ہے؟

بقول شورش کاشمیریؒ خطاب زبان کی معراج اور بیان کا معجزہ ہے، خطیب میں تخلیقی جوہر ہوتا ہے، وہ جو کچھ کہتا ہے، جس طرح کہتا ہے، اور جس گہرائی سے بولتا ہے اس کی مثال ایک جادو کی طرح ہے کہ جس سے سامعین کے دل ودماغ مبہوت ومسحور ہوجاتے ہیں، اس کے الفاظ ومعانی اگرچہ وہی ہوتے ہیں جو زبان کا خزینہ اور لغت کا سفینہ ہیں، ان کا حسن یہی ہے کہ خطیب بولتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ دماغوں سے اٹھا کر دلوں میں اتار رہا ہے اور سامعین محسوس

کرتے ہیں کہ ان کی متاع گم شدہ انہیں مل رہی ہے' وہ ان جواہر پاروں سے دامن بھر رہے ہیں' مدتوں سے جن کی تلاش میں تھے' خطیب کے الفاظ عوام کے ذہنوں میں بیٹھتے چلے جاتے ہیں' خطیب اپنی مملکت کا شہریار ہے' جو ذہنوں پر فرماں روائی کرتا ہے اور مے کدۂ عوام کا گویا پیر مغاں ہے' جس کے پیمانوں کی گردش تشنہ کاموں کی پیاس بجھاتی ہے' خطابت آن واحد میں قرنوں کا سفر کرتی ہے اور کہیں سے کہیں لے جاتی ہے' کبھی ماضی میں پہنچا دیتی ہے تو کبھی فراٹے بھرتی ہوئی مستقبل کی طرف بڑھ جاتی ہے' وہ گردش زمانہ سے دور اور لیل ونہار کے طلوع وغروب سے آزاد ہے' وہ انسانی مجمعوں کو اکائی میں ڈال کر آواز کی لہروں کے ساتھ ماضی' حال اور مستقبل میں گھماتی ہے' خطابت کی سب سے بڑی خوبصورتی تصور کی پرواز ہے' بالفاظ دیگر خیالات کی پرواز کا نام خطابت ہے کہ ایک انسان کی آواز ان گنت انسانوں کا مافی الضمیر بن جاتی ہے اور ہر انسان سمجھتا ہے کہ میرے دل کی بات ہو رہی ہے:

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

الغرض خطابت لسانی اعجاز کا ضمیر ہے۔

شاہ جیؒ کا انداز خطابت:

امیر شریعتؒ برصغیر میں خطابت کے افق پر صبح خنداں کا اجالا بن کر چمکے' انہیں وقت ٹھہر ٹھہر کر اور ہوائیں رک رک کر سنتی تھیں' وہ انسانی عقلوں کا شکار کرتے تھے اور لاکھوں کے اجتماع کو اپنے زور بیان سے پلٹ دیتے تھے اور یہ کمال بھی برصغیر میں صرف انہیں حاصل تھا کہ نماز عشاء کے بعد تقریر شروع فرما کر اذان فجر تک بولتے چلے جاتے اور مجمع مبہوت بیٹھا سنتا رہتا۔ ان میں عوام کے دماغوں سے کھیلنے کا جوہر تھا' وہ اپنے الفاظ کو خیالات کا لباس پہنا کر خطابت میں حسن وجمال پیدا کرتے' ان کی خطابت میں الفاظ کی مینا کاری اور قرآن وسنت کی گلباری دلوں کو اچھالتی اور دماغوں کو اجالتی' لوگوں کے ذہنوں میں پاکیزگی پیدا ہوتی' وہ اپنے خیالات کو فصاحت و بلاغت کے بہترین لباس میں پیش کرکے عوام کے دل ودماغ پر حکمرانی کرتے۔ انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کو پل بھر میں رلا دینا اور روتے ہوئے مجمع کو پل بھر میں ہنسا دینا ان کے فن خطابت کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ دوران خطابت برجستہ گوئی اور اشعار ولطائف کا ایسا برمحل استعمال فرماتے کہ محسوس ہوتا کہ شاید اسی موقع کے لئے کہے گئے تھے' بسا اوقات ان کے زور بیان سے سامعین کو دھوکہ ہوتا کہ وہ ان کے ساتھ قرن اول کے مجاہدات کا سفر طے کر رہے ہیں۔ ان کی خطابت کا موضوع ہمیشہ وسیع رہتا' نہ وہ خود تھکتے اور نہ اپنے سامعین کو تھکاوٹ کا احساس ہونے دیتے' گویا انہوں نے اپنے سامعین کی نیندوں کو اپنی سحر بیانی سے خرید لیا تھا۔

شاہ جیؒ کی کوئی تقریر دو گھنٹے سے کم کی نہ ہوتی' جوانی میں لگاتار پانچ پانچ' چھ چھ گھنٹے بولتے اور لوگ محو حیرت ہوتے' بیشتر تقاریر رات نو بجے سے شروع ہوکر اذان فجر تک جاری رہتیں' آخری عمر میں کرسی پر بیٹھ کر' بیماری کے سبب بعض مقامات پر چارپائی پر لیٹ کر کئی کئی گھنٹے تقریر فرمائی۔

شاہ جیؒ کی خطابت کی کامیابی کا سب سے بڑا راز اپنے افکار وخیالات سے ان کا سچا عشق تھا' جس کے سبب وہ اپنے خیالات کو سامعین کے دلوں میں اتارنے میں کامیاب رہتے' ان کی آواز کا حسن لوگوں کے چہروں پر دمک اٹھتا' وہ اپنی خطابت کے ذریعے دماغوں کو منوایا نہیں بلکہ فتح کیا کرتے تھے۔

ہر آدمی ان کی خطابت کو اپنے دل کی آواز محسوس کرتے ہوئے ان کے ساتھ چل پڑتا' وہ اپنے مخاطبین کو سوچنے کا موقع ہی نہیں دیتے تھے' اس تیزی سے سامعین کو اپنے ساتھ بہالے جاتے کہ ان میں حرکت اور جذبے کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہتی' وہ اپنے افکار ونظریات کی صداقت کو ایسے خوبصورت انداز میں سامعین کے دلوں میں اتارتے کہ سامعین بادۂ سخن سے سرشار ہوجاتے اور ان کے چہروں سے یہ صدا محسوس ہوتی:

خم لگادے میرے منہ سے تیرے میخانہ کی خیر
ایک دو جام سے ساقی میرا کیا ہوتا ہے

اس سلسلہ میں ایک اہم بات عوام سے ان کی سچی محبت تھی' وہ عوام میں گھلتے ملتے اور انہیں جھنجوڑتے اور جگاتے' ان کے لہجے میں سختی تھی' درشتی نہیں تھی' غصہ ضرور تھا مگر انتقام نہیں تھا' وہ الفاظ کی اصل طاقت کو جانتے تھے' انہیں اس بات کا احساس تھا کہ ہر بات جو زبان سے ادا ہوتی ہے وہ بقول امام شافعیؒ پتھر سے زیادہ سخت' سوئی سے زیادہ چبھنے والی' ایلوا سے زیادہ کڑوی' چکی کے پاٹ سے زیادہ پھرتی والی' اور نوک سناں سے زیادہ تیز ہوتی ہے' اس لئے وہ ہر سخن کو گویا ترازو میں تول کر بولتے تھے' ان کی خطابت میں طنز تو تھا' لیکن سب وشتم نہیں تھا۔

تقاریر کا آغاز:

شاہ جیؒ نے تقاریر کا آغاز تو کم عمری ہی میں کردیا تھا' لیکن یہ تقاریر زیادہ تر مذہبی نوعیت کی ہوتی تھیں' ان کی جس تقریر کو پہلی سیاسی تقریر کہا جاسکتا ہے وہ دسمبر ۱۹۱۹ء کی وہ تقریر ہے جو انہوں نے امرتسر کانفرنس میں فرمائی' جس میں مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا محمد علی جوہر' مولانا شوکت علی' حکیم محمد اجمل خان مرحوم جیسے اکابر اور گاندھی جی وغیرہ جیسے قومی رہنما

موجود تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد جب انگریزوں نے ہندوستان میں رولٹ ایکٹ نافذ کیا‘ تو ہندوستانی عوام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی‘ جس کا نتیجہ جلیانوالہ باغ کے سانحہ کی شکل میں رونما ہوا‘ ان حالات نے شاہ جیؒ کو سیاست میں حصہ لینے پر مجبور کر دیا۔

برصغیر میں ایک تہائی صدی شاہ جیؒ کی خطابت کی آواز سے معمور رہی ہے‘ جس فیاضی سے انہوں نے ہندوپاک کی سرزمین پر اپنی خطابت کے موتی بکھیرے‘ کوئی دوسرا خطیب اس میدان میں ان کا ہم پلہ نظر نہیں آتا۔ برصغیر کے چپے چپے پر انہوں نے اپنی بادۂ صافی کے خم پر خم لنڈھائے‘ شاذ ہی کسی مے خوار کو یہ شکایت ہو کہ عالم نشہ وسرور کی ان رعنائیوں سے اسے کوئی حصہ نہیں ملا‘ سال کے تین سو پینسٹھ دنوں میں رمضان المبارک اور عیدین وغیرہ کے دنوں کو چھوڑ کر باقی تمام ایام ایسے تھے جو انہوں نے چالیس سال تک خطابت کی دشت پیمائی میں بسر کئے‘ اس سے قید وبند کے تقریباً دس سال اگر نکال دیں تو شاہ جیؒ نے اپنے تیس سالہ دور خطابت میں جو کچھ کہا ہے‘ اس سے کئی دفتر مرتب ہو سکتے ہیں:

”چراغ خون جگر سے جلا لئے ہم نے“

تیس سالہ خطابتی زندگی کی ننانوے فیصد راتیں شاہ جیؒ نے عوام سے مخاطبت میں بسر کیں‘ اس عرصہ میں انہوں نے اتنی تقریریں کیں کہ ان کے لئے تیاری کی ضرورت اضافی شے ہو گئی تھی‘ وہ جلسہ گاہ میں جانے سے قبل اگر موقع ملتا تو تھوڑی دیر آرام کر لیتے‘ پھر تازہ دم ہو کر بولتے۔

شاہ جیؒ کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ لوگوں کے چہروں کو پڑھ کر اپنا موضوع تلاش کر لیتے تھے اور پھر اس کو اس طرح اپنے خداداد فن خطابت سے سجا کر بولتے کہ ہر بول سامعین کے دل و دماغ کی گہرائی میں اتر جاتا۔ اگر امیر شریعتؒ روایتی تبلیغی زندگی بسر کرتے تو سارا ہندوستان ان کے قدموں میں ہوتا‘ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے سالہا سال تک مذہب کے نام پر تراشے گئے بت توڑے‘ اس مہم میں شاہ جیؒ کو ایسے ایسے مقامات پر جانا پڑا جہاں مسلمان کہلانے والے تو موجود تھے لیکن ان کے نام تک مسلمانوں جیسے نہ تھے۔ پنجاب میں بے شمار آبادیاں ایسی تھیں‘ جہاں مسلمانوں کو کلمہ شہادت تو ایک طرف رہا‘ السلام علیکم کہنا تک نہ آتا تھا‘ ان میں ہندومت کے زمانہ زوال کی رسمیں عقیدہ کے طور پر رچ بس چکی تھیں‘ لوگوں میں مذہب کا نام ایک آبائی ورثہ کے طور پر رہ گیا تھا‘ بعض علاقوں میں غیر اللہ کی پرستش ہی کو اصل اسلام سمجھا جاتا تھا۔

شاہ جیؒ نے جب ان دور افتادہ علاقوں کا قصد کیا تو ان کی راہ میں بیسیوں رکاوٹیں اور سفری موانع درپیش آئے‘ سفر کا ایک حصہ اگر ریل میں طے کیا تو دوسرا حصہ بس میں‘ تیسرا گھوڑے کی پیٹھ پر اور چوتھا پیدل‘ پھر بعض اوقات میلوں تک پیدل ہی چلتے گئے اور بعض علاقوں میں جاتے تو وہاں کے مقامی باشندے ان کی زبان نہیں جانتے تھے۔ امیر شریعتؒ کچھ دن وہاں رہ کر مقامی لفظوں کا ایک ذخیرہ تیار کرتے‘ تب کہیں جا کر ایک دلچسپ خطابتی تگ ودو کے بعد ان کے دل ودماغ کو بات سمجھنے کے لئے راضی کرتے‘ اس باب میں امیر شریعتؒ نے بڑے ہی قابل قدر کارنامے سرانجام دیئے۔

امیر شریعتؒ نے ساری عمر بتانِ آزری کو پاش پاش کرنے میں گزار دی‘ کیسے کیسے بُت انہوں نے اپنے زور خطابت سے توڑے؟ فرنگی استعمار کا بت‘ معاشی استحصال کا بت‘ قادیان کی جعلی نبوت کا بت‘ جاہلانہ رسم ورواج کا بت‘ شرک وبدعات کا بت‘ ملمع ساز پیران پارسا کی پارسائی کا بت‘ سیاست کے سکہ بندوں کا بت‘ بت شکنی کا یہ سارا عمل شاہ جیؒ نے لا الٰہ الا اللہ کی تیغ براں سے سرانجام دیا۔

تلاوت قرآن:

اللہ تعالیٰ نے شاہ جیؒ کی آواز میں ایک خاص قسم کا درد وسوز بھر دیا تھا‘ جب وہ آیات قرآنی کی تلاوت فرماتے تو نزول قرآن کا سا احساس ہونے لگتا‘ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو قرآن کریم کی سماعت کا ذوق وشوق امیر شریعتؒ کے جلسوں میں کھینچ لاتا‘ وہ شاہ جیؒ کی تلاوت بڑے شوق سے سنتے تھے اور اس وقت ان پر عجیب وغریب کیفیت طاری ہو جاتی تھی‘ شاہ جیؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں عمر بھر لوگوں کو قرآن سناتا رہا ہوں‘ میں نے جس محاذ پر بھی کام کیا‘ قرآن کریم ساتھ رکھا اور اسے کبھی افتراق بین المسلمین کے لئے استعمال نہیں کیا‘ اس سے انسانوں کو لڑایا نہیں‘ بلکہ آپس میں ملایا ہے‘ ایک موقع پر فرمایا کہ اگر دنیا سے قرطاس وقلم ختم ہو جائیں تو بھی یہ کتاب (قرآن کریم) جوں کی توں رہے گی‘ کیونکہ یہ سینوں کی کتاب ہے‘ دنیا میں کسی کتاب کی اشاعت اتنی نہیں ہوئی‘ جتنا قرآن کریم کے حافظ ہوئے ہیں اور اب بھی ہیں۔ فرماتے تھے کہ مجھے فکر ونظر کے لئے کسی کتاب کی ضرورت نہیں‘ میں صرف قرآن کریم پڑھتا ہوں اور قرن اول میں گھومتا ہوں‘ جس کتاب سے فقرو استغناء اور جہد وغیرت پیدا ہو وہ سب سے بڑی کتاب ہے اور قرآن کے سوا کوئی دوسری کتاب ایسی نہیں ہے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ اگر مجھے ریڈیو ماسکو سے تلاوت قرآن کریم کا موقع مل جائے تو وہاں سے بھی اللہ اللہ کی صدائیں شروع ہو جائیں۔ کئی ہندو اور دیگر غیر مسلم شاہ جیؒ کی تقریر صرف اس لئے سنتے تھے کہ انہیں شاہ جیؒ کا قرآن پڑھنا پسند تھا۔ ۱۹۴۶ء

ختم نبوۃ

میں احرار کانفرنس کا بجنور میں اجلاس ہو رہا تھا' شاہ جیؒ نے اجلاس میں قرآن کریم پڑھنا شروع کیا تو ایک گھنٹہ تک قرآن پڑھتے چلے گئے' مجال نہیں تھی کہ ایک آدمی بھی اپنی جگہ سے ہل جائے' تمام لوگ جم کر بیٹھے رہے' شاہ جیؒ قرآن سناتے رہے اور لوگ یوں محسوس کر رہے تھے کہ گویا قرآن نازل ہو رہا ہے۔

خطابتی معرکے:

جن لوگوں کو شاہ جیؒ کے خطابتی معرکے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے' انہیں ایسے بے شمار واقعات کا علم ہوگا کہ ہزاروں' لاکھوں انسانوں کا جم غفیر آن واحد میں اکائی کی صورت اختیار کر لیتا اور امیر شریعتؒ ان کے دل و دماغ پر حکمرانی کرتے نظر آتے' لوگ ان کو سنتے اور سر دھنتے چلے جاتے' بارہا ایسا بھی ہوا کہ ہوا مسموم اور فضا مذموم ہے' سامنے بیٹھنے والے مخالف بن کر بیٹھے ہیں۔ شاہ جیؒ آئے' تنقیدی نظریں اٹھ گئیں' ان چہروں پر خندہ و استہزاء پھیل گیا' بعض لوگ مجسم طعن و تشنیع بن گئے' جیسے ہی شاہ جیؒ نے خطبہ مسنونہ پڑھا اور گونج دار آواز میں مجمع سے مخاطب ہوئے: صدر محترم اور تماشائی بھائیو! ادھر تنقیدی چہروں پر مسکراہٹ پھیلنے لگی' فرمایا: مجھے لاہور آئے ہوئے بیس سال ہو گئے' بڈھا ہو گیا لیکن ابھی تک یہ پتہ نہیں چلا کہ آپ ہیں کیا؟ غوث ہیں؟ قطب ہیں؟ ابدال ہیں؟ کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا' آپ کو کن الفاظ سے مخاطب کروں؟ کیا میری بیوی کے حق مہر میں جیل جانا لکھا ہوا ہے؟ اگر تم نہیں چاہتے کہ ہم تمہارے سامنے آئیں تو پھر تم ہمارے سامنے کیوں آتے ہو؟ کٹی کر لی ہے تو پکی کر لو۔ پھر قرآن کی آیات تلاوت فرمائیں' اردو' فارسی کے اشعار' اصول فقرے' دلچسپ تمثیلات' خوشگوار لطائف موقع محل کی مناسبت سے سنائے' کھلتے اور بکھرتے چلے گئے' آواز میں رس' چہرے پر طنطنہ' موضوع پر مکمل اعتماد' گویا پھول شاخوں سے جھڑ رہے ہیں۔ گھنٹوں تک لوگوں کو ہنساتے' رلاتے رہے' تمام مخالفین اپنے بن گئے' سامعین شاہ جیؒ کی خطابت سے مسرور و مسحور ہو گئے' سب گلے شکوے لوگوں کے دور ہو گئے' دشمن بھی داد دینے پر مجبور ہو گئے۔

''حق سنا کے چھوڑوں گا'':

مسجد شہید گنج کے انہدام کے بعد بستی شیخاں جالندھر میں مولانا مظہر علی اظہر نے جب مسجد شہید گنج کی سازش کا پردہ چاک کرنا چاہا تو شرپسندوں نے پتھروں کی بارش شروع کر دی۔ اس وقت امیر شریعت مائیکروفون پر آئے اور فرمایا: تم بے شک پتھر برساؤ' اگر بخاری نام ہے تو قتل ہونا منظور ہے' لیکن پیغام حق سنا کے چھوڑوں گا' قتل ہونا سیدوں' ہاشمیوں کے لئے کوئی نئی بات نہیں' کربلا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ شہید ہوا' میں بھی سردار اولین و آخرین' سرور کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہوں' حق کہوں گا اور حق کے اظہار سے ہرگز باز نہیں آؤں گا' چنانچہ شاہ جیؒ کی اس للکار اور نعرۂ قلندرانہ کے بعد سنگ باری کا سلسلہ بند ہو گیا اور جلسہ باقاعدگی سے جاری رہا اور پروگرام کے مطابق اختتام پذیر ہوا۔ (روزنامہ ''امروز'' مورخہ ۱۵/۱ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

ماسٹر تارا سنگھ کو جواب:

ایک موقع پر سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے مسلمانوں کو خون کی ندیاں بہا دینے کی دھمکیاں دی تھیں۔ شاہ جیؒ نے اس کو للکارتے ہوئے فرمایا: ماسٹر جی! ہوش کے ناخن لو! کیا کہتے ہو؟ جس قوم کے فرزند خون کے قلزم میں تیرتے رہے ہیں' تم انہیں اپنی ننھی منی ندیوں سے ڈراتے ہو؟ (بحوالہ پیام اسلام امیر شریعت نمبر ۲۴/نومبر ۱۹۶۱ء)

دورانِ بارش تقریر:

۱۹۳۸ء میں امیر شریعتؒ دہلی میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے' دوران تقریر ہلکی پھلکی پھوار پڑنے لگی' جب بارش تیز ہوئی تو ایک دو آدمی اٹھے' انہیں اٹھتا ہوا دیکھ کر شاہ جیؒ نے جوش میں آ کر فرمایا: دہلی والو! بس اتنے ہی مرد ہو کہ ذرا سی بارش سے گھبرا گئے؟ تم عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر سننے آئے تھے؟ ارے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریروں میں انگریزوں کی رائفلوں کی گولیاں بھی کھانی پڑیں گے' اور تم ہو کہ ان دو چار بارش کی بوندوں سے ڈر کر بھاگنے لگے' یاد رکھنا! اگر بھاگ گئے تو پھر کبھی پہاڑ گنج کا منہ نہ دیکھوں گا' پھر فرمایا: ہاں یاد آیا! تم بھی سچے ہو' جیب میں رکھے ہوئے نوٹوں کا خیال آ گیا ہوگا کہ وہ نہ بھیگ جائیں' ان الفاظ کا شاہ جیؒ کے منہ سے نکلنا تھا کہ لوگ دبک کر بیٹھ گئے' اور جلسے کا رنگ ہی اور ہو گیا' حتی کہ بارش بھی تھم گئی۔ (ہفت روزہ چٹان ۱۵/جنوری ۱۹۶۲ء)

مجھے قائل کر لو:

ایک موقع پر مخالفین کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا: جو کچھ چاہتے ہو مجھے سمجھا دو' گالی سے انسان قائل نہیں ہوتا اور نہ جھوٹ ہی دلیل کہا جاتا ہے' مجھے قائل کر لو' میں کسی کا لیڈر نہیں' میں امیر نہیں' مبلغ ہوں' یار لوگوں نے شریعت کو نہ ماننے کے لئے مجھے امیر شریعت بنا رکھا ہے' لیکن میں امیر نہیں' فقیر ہوں' میں صرف سپاہی ہوں' اللہ کا سپاہی' اسلام کا سپاہی' آزادی کا سپاہی' تمہارا سپاہی' اور جب تم مجھے سمجھا دو گے تب میں جانوں اور میدان جنگ جانے' پھر مجھے تنہا چھوڑ دو' سپاہی میرے' خون میرا' رضا کار میرے' قید ہونا پڑے یا تختہ دار پر لٹکنا ہو' تم مجھے ہراول دستہ میں

ختم نبوۃ

پاؤ گے‘ گالی نہ دو‘ سمجھا دو۔ (ہفت روزہ چٹان ۱۹۶۲ء)

گجرات کا مشہور واقعہ:

گجرات کے مشہور مقدمہ میں جب سرکاری رپورٹر سی آئی ڈی لدھارام نے حقیقت حال کا انکشاف عدالت عالیہ میں کیا اور امیر شریعت نو ماہ کی جیل سے رہا ہو کر آئے تو ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے یوں فرمایا: ایک طرف میں بے نوا تھا‘ میرے غریب ساتھی جیلوں میں قید تھے‘ میری اولاد کمسن‘ دوسری طرف فرنگی کی دولت وحشمت تھی خزانے اس کے‘ پولیس اس کی‘ عدالت اس کی‘ جیل خانے اس کے‘ غرضیکہ سب اختیار واقتدار اسی کا تھا‘ پھر ترنم میں شاہ جیؒ نے یہ رباعی پڑھی:

اوج بخت ملاقی ان کا
چرخ ہفت طباق ان کا
محفل ان کی ساقی ان کا
آنکھیں میری باقی ان کا

پھر حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ دہراتے ہوئے زلیخا کی الزام تراشیوں کا تذکرہ کیا اور پھر قرآن کریم کی آیت: ”و شهد شاهد من اهلها“ پڑھ کر سرکاری رپورٹر لدھارام کو انگریزوں کا گھریلو گواہ قرار دیا‘ اس مقدمہ میں اپنی رہائی کو اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم قرار دیتے ہوئے آخر میں فرمایا:

”یا اللہ! میں اس نعمت کے شکرانے میں تیری خدمت میں کیا پیش کروں؟ کیونکہ جو نعمت سوچتا ہوں وہ سب تیرے خزانوں میں موجود ہے‘ پھر ایک دم دامن پھیلاتے ہوئے فرمایا: ”میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جو تیرے پاس نہیں ہے‘ وہی تیرے شکر نعمت کے لئے پیش کرتا ہوں اور وہ میرے گناہ ہیں...... میرے پاس ان کے سوا کچھ نہیں۔ شاہ جیؒ نے یہ سب کچھ اس عجز وانکساری اور رقت انگیز منظر میں فرمایا کہ لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔“ (ہفت روزہ چٹان ۱۹۶۲ء)

کبھی کبھی نیکیوں پر بھی نگاہ کر لیا کرو:

۱۹۳۹ء میں ایک موقع پر نکتہ چین افراد کو مشورہ کے انداز میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تم میرے بارے میں جو چاہو سوچ لو‘ مسلمانوں کا یہ شعار ہو گیا ہے کہ وہ برائیاں عقاب کی آنکھ سے چنتا ہے اور صبا کی رفتار سے پکڑتا ہے‘ کبھی کبھی نیکیوں پر بھی نگاہ کر لیا کرو‘ تمہاری فطرتیں اس سے حسین ہوتی چلی جائیں گی۔ (ہفت روزہ چٹان ۱۹۶۲ء)

میں نے انڈیا ایکٹ نہیں پڑھا‘ تم نے قرآن نہیں پڑھا:

ایک مرتبہ لاہور کے ایک بڑے اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے ایک بڑے لیڈر نے کسی سے کہا ہے: بخاریؒ سے پوچھو اس نے انڈیا ایکٹ پڑھا ہے؟ میں نے اس کو کہلا بھیجا: میں نے انڈیا ایکٹ نہیں پڑھا‘ تم نے قرآن نہیں پڑھا‘ فیصلہ اللہ میاں کی عدالت میں ہوگا کہ کون سی کتاب پڑھنا لازمی تھا؟ (ہفت روزہ چٹان اگست ۱۹۷۲ء)

میری رگوں میں خون نہیں‘ آگ دوڑتی ہے:

۲۳/مارچ ۱۹۳۹ء میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ان سوروں کا ریوڑ بھی چرانے کو تیار ہوں جو برٹش امپیریلزم کی کھیتی کو ویران کرنا چاہیں‘ میں کچھ نہیں چاہتا‘ ایک فقیر ہوں‘ اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر مرنا چاہتا ہوں‘ اگر کچھ چاہتا ہوں تو صرف اس ملک سے انگریز کا انخلا‚ چاہتا ہوں‘ وہی خواہشیں ہیں‘ میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہو جائے یا پھر میں تختہ دار پر لٹکا دیا جاؤں‘ میں ان علمائے حق کا پرچم لئے پھرتا ہوں جو ۱۸۵۷ء میں فرنگیوں کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ رب ذوالجلال کی قسم! مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ لوگوں نے پہلے کب کسی سرفروش کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے‘ وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشہ دیکھنے کے عادی ہیں‘ میں اس سرزمین میں مجدد الف ثانیؒ کا سپاہی ہوں‘ شاہ ولی اللہؒ کے خاندان کا متبع ہوں‘ سید احمد شہیدؒ کی غیرت کا نام لیوا ہوں اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی جرأت کا پانی دیوا ہوں‘ میں ان پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر صلحاء امت کے لشکر کا ایک خدمت گزار ہوں‘ جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں‘ ہاں ہاں! میں انہی کی نشانی ہوں‘ انہی کی صدائے بازگشت ہوں‘ میری رگوں میں خون نہیں‘ آگ دوڑتی ہے‘ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا علم لے کر نکلا ہوں‘ میں نے شیخ الہندؒ کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے‘ میں زندگی بھر اسی راہ پر چلتا رہا ہوں اور چلتا رہوں گا‘ میرا اس کے سوا کوئی موقف نہیں‘ میرا ایک ہی نصب العین ہے اور وہ ہے برطانوی سامراج کو کفنانا‘ یا دفنانا‘ ہر شخص اپنا شجرۂ نسب ساتھ رکھتا ہے‘ میرا یہی شجرۂ نسب ہے‘ میں سر اونچا کر کے فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ میں اسی خاندان کا ایک فرد ہوں۔ (ہفت روزہ چٹان ۱۹۶۲ء)

تحریک خلافت:

ہندوستان میں جب تحریک خلافت کا آغاز ہوا تو شاہ جیؒ اس سے وابستہ ہوگئے اور ہندوستان کے کونے کونے میں جا کر اپنے زور خطابت سے تحریک

میں جان پیدا کی' خطابت کے انمول موتی بکھیر کر لوگوں میں آزادیٔ وطن کا جذبہ بیدار کیا اور ہر مقام پر انگریز سامراج کے خلاف نعرۂ حق بلند کیا' چالیس برس تک بیسیوں قومی تحریکات کو جگمگایا۔

مجلس احرار:

۱۹۲۹ء میں جب مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی گئی تو کئی سال تک شاہ جیؒ اس کے صدر رہے اور مجلس احرار نے شاہ جی کی قیادت و سیادت میں کئی تحریکیں چلائیں ۱۹۳۱ء میں کشمیر میں ڈوگرہ مظالم کے خلاف تحریک کشمیر چلائی۔ ۱۹۵۳ء میں مسجد شہید گنج کی تحریک چلائی۔ ۱۹۳۹ء میں انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف تحریک چلائی' لوگوں کے دل و دماغ میں انگریز کے مظالم کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا کیا' انگریز سے نفرت شاہ جیؒ کی رگ رگ میں بسی ہوئی تھی' جس کا اظہار وہ برملا کیا کرتے تھے' وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ فرنگی میرا دیس چھوڑ جائے۔

میرے ملک سے نکل جاؤ:

ایک مرتبہ شاہ جیؒ جیل میں سورۂ یوسف کی تلاوت فرما رہے تھے کہ اس وقت کی ہندوستانی حکومت کا وزیر داخلہ ایک انگریز تھا' معائنہ کے لئے جیل آیا۔ اس موقع پر شاہ جیؒ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: شاہ جی! آپ اچھے ہیں؟ شاہ جیؒ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے' اس نے دوبارہ پوچھا: کوئی سوال؟ شاہ جیؒ نے فرمایا: میں سوال صرف اپنے رب سے کرتا ہوں' اس نے کہا کہ میں آپ کی کوئی خدمت کرسکتا ہوں؟ شاہ جیؒ نے فرمایا: ہاں! میرے ملک سے نکل جاؤ۔

عشق رسولؐ:

شاہ جیؒ عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں سراپا غرق تھے اور اپنی تقاریر میں مستانہ وار فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں ہزاروں نہیں لاکھوں اور کروڑوں انسان ایسے ہیں جو خدا کا شریک بناتے اور بتاتے ہیں' لیکن خدا اسی طرح ان مشرکین کو پالتا ہے جس طرح وہ وحدہٗ لاشریک لہ بنانے والوں کو رزق بہم پہنچاتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک بنانے اور ماننے والوں کو خدا نے کبھی معاف نہیں کیا۔

باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

(روزنامہ ''امروز'' ۱۵/اکتوبر ۱۹۴۱ء)

شاہ جیؒ اپنے وقت کے سب سے بڑے عاشق رسولؐ تھے' گویا ان کا دل عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہ تھا' عشق رسولؐ میں وہ اس قدر سرشار تھے کہ انہوں نے اپنے آپ کو اسی رنگ میں رنگ لیا تھا' ان کا اوڑھنا بچھونا ہی عشق رسولؐ تھا' اسی عشق رسولؐ نے ہی انہیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا عظیم مجاہد بنادیا تھا' پھر جس عشق و ایثار کے ساتھ انہوں نے اس راستے کا سفر طے کیا' اس کی نظیر ملنی مشکل ہے' انگریز کی غلامی اور اس کے گماشتوں سے نفرت' ختم نبوت کے قزاقوں کا تعاقب ان کی زندگی کا نصب العین تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ میں توشہ آخرت کے طور پر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں اور حقیقت میں وہ اس جذبے کو اپنے ساتھ ہی لے گئے۔

امیر شریعتؒ کا خطاب:

مارچ ۱۹۳۰ء میں جب انجمن خدام الدین لاہور کے ایک جلسہ عام میں محدث کبیر امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے شاہ جیؒ کو ''امیر شریعت'' کا خطاب دے کر قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے شاہ جیؒ کے ہاتھ پر بیعت جہاد فرمائی' اور اس اجلاس میں موجود پانچ سو سے زائد علمائے کرام نے یکے بعد دیگرے شاہ جیؒ کے ہاتھ پر بیعت کرکے انہیں اپنا امیر مانا اور فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد کے لئے انہیں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا' تو امیر شریعتؒ نے بھی عمر بھر علمائے کرام اور اپنے بزرگوں کے اس اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائی اور اس کی مکمل پاسداری کی۔

ایسا خطیب کبھی نہیں دیکھا:

امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کو امیر شریعتؒ سے بے انتہا محبت تھی اور ان کے بڑے قدردان تھے اور دعائیں دے کر فرماتے تھے کہ ایسا خطیب کبھی نہیں دیکھا جو روتوں کو ہنسادے اور ہنستوں کو پل بھر میں رلادے اور فرماتے تھے کہ مرزا قادیانی کے خلاف امیر شریعتؒ کی ایک تقریر وہ کام کرتی ہے' جو ہمارے پوری تصنیف نہیں کرسکتی' قادر مطلق نے امیر شریعتؒ کو فوق العادت شیریں زبانی' بیان کی روانی اور فوق العادت موثر تعبیر کی قوت عطا فرمائی ہے' بعض اوقات ایک ہی جلسے میں پوری داستان کی داستان ختم کردیتے ہیں۔

حسن تعبیر کی مثال:

شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امیر شریعتؒ جامعہ ڈابھیل تشریف لارہے تھے' جامعہ کے اساتذہ ان کے استقبال کے لئے گئے' امیر شریعتؒ لاری میں تشریف لارہے تھے' میں نے کہا کہ شاہ جیؒ آج تو حضرت شیخ پر تقریر کردیجئے یعنی حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ پر' امیر شریعتؒ نے فوراً فرمایا: بھائی یوسف کیا کہوں؟ صحابہؓ کا قافلہ جارہا تھا' انور شاہ صاحبؒ پیچھے رہ گئے' میں نے بے اختیار کہا: ''حیک اللہ یا عطاء اللہ'' دوسرے رفقاء نے جملہ نہیں سنا تھا' جب ان کو سنایا تو سب تڑپ کررہ گئے۔

(جاری ہے)

ختم نبوۃ

قرونِ اولیٰ میں تعلیم و تعلم

قاضی محمد اطہر مبارکپوری

عہد صحابہؓ میں شام و عراق میں علم دین کی تعلیم و تدریس کا چرچا بہت زیادہ تھا اور حرمین شریفین کے بعد ان دونوں مقامات میں علمی چہل پہل زوروں پر تھی' قرآن و حدیث کی تعلیم' دینی احکام کے استنباط اور علوم اسلامیہ کی ترویج کا سلسلہ حضرات صحابہ کرامؓ کے وجود باجود سے جاری تھا۔

ملک شام میں صحابہ کرامؓ دینی تعلیم کے لئے موجود تھے' ان میں حضرت معاذ بن جبل انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ سب سے نمایاں شخصیت کے حامل تھے۔ آپ خلافت فاروقی میں وہاں تشریف لے گئے اور وہیں طاعون کے مرض میں فوت ہوئے۔ آپ کی تعلیم و تدریس کا مرکز ملک شام کا شہر حمص تھا۔ ابومسلم خولانیؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حمص کی جامع مسجد میں گیا' وہاں دیکھا کہ تقریباً تیں ادھیڑ عمر کے صحابہ کرامؓ کا حلقہ ہے' ان میں ایک نوخیز نوجوان ہے جس کی آنکھیں سرگیں اور دانت چمکدار ہیں' یہ نوجوان نہایت وقار و تمکنت کے ساتھ حلقہ میں بیٹھا ہے اور لوگ کسی مسئلہ میں الجھتے ہیں تو اسی کی طرف رجوع کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں' میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت معاذ بن جبلؓ ہیں۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت معاذ بن جبلؓ کے ایک شاگرد رشید یزید بن عمیرہ سکسکیؒ کا بیان ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد تم ان چار حضرات سے علم حاصل کرنا: عبداللہ بن مسعودؓ' عبداللہ بن سلامؓ' سلمان فارسیؓ' عویمر ابوالدرداء رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبلؓ کے دنیا سے کوچ کا وقت آیا تو ان کے شاگرد یزید بن عمیرہؒ نے ان سے عرض کیا:

''خدا کی قسم! میں اس دنیا کے لئے نہیں رو رہا ہوں جو آپ کی نسبت سے مجھے حاصل ہو رہی تھی' بلکہ آپ سے میرے علمی سلسلہ کے ختم ہو جانے پر رو رہا ہوں۔''

اس پر حضرت معاذ بن جبلؓ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''علم پہلے کی طرح اب بھی موجود ہے' تم میرے بعد ان چار حضرات سے علم حاصل کرنا: عبداللہ بن مسعودؓ عبداللہ بن سلامؓ اور عمر' مگر وہ اپنی مشغولیت کی وجہ سے معذور ہیں اور سلمان فارسی۔'' (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کے بعد ان کی وصیت کے مطابق یزید بن عمیرہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مجلس میں کوفہ حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت معاذ بن جبل کا نام سن کر فرمایا:

''امت وہ شخص ہے جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے اور قانت وہ شخص ہے جو اللہ و رسول کا فرمانبردار ہو اور حضرت معاذؓ کا یہی حال تھا' وہ لوگوں کو نیکی سکھاتے تھے اور اللہ و رسول کے حکم پر چلتے تھے۔'' (طبقات ابن سعدؒ)

حضرت معاذ بن جبلؓ کے حلقۂ درس سے کتاب و سنت اور دینی علم کے ہزاروں فارغین پیدا ہوئے اور ان سے دنیا کو فیض پہنچا۔

شام کے مشاہیر علماء صحابہ میں حضرت ابوالدرداء انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ بھی تھے' اور ان کے علم و فضل' زہد و تقویٰ اور تعلیم و تدریس سے بڑا فیض پہنچا' ان کی ذات مرجع خاص و عام تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! دو عقلمندوں کی احادیث ہم سے بیان کرو' دریافت کیا گیا کہ وہ دونوں کون ہیں؟ فرمایا: معاذ بن جبل اور ابوالدرداء (رضی اللہ عنہم)۔ حضرت ابوالدرداءؓ کو حضرت معاویہؓ نے خلافت فاروقی میں اپنے عہد امارت میں دمشق کا قاضی بنا دیا تھا۔ خلافتِ عثمانیہ میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ قرآن کریم کا

درس یوں دیا کرتے تھے کہ دس دس قرأ یعنی طالب علموں کی جماعت بنا کر اس پر ایک ایک رئیس مقرر کرتے۔ نماز فجر کے بعد قرآن کا ایک جزو خود پڑھتے اور رؤساء جماعت آپ کو گھیر کر سنتے' اس کے بعد ہر رئیس اپنی جماعت کو لے کر مقررہ جگہ پر بیٹھ جاتا اور دس دس آدمیوں کو سبق دیتا۔ قرآن شریف کی تعلیم کے لئے اس طرح حلقہ سب سے پہلے آپ ہی نے قائم کیا ہے۔ ابن عساکرؒ کا بیان ہے:

''حضرت ابو الدرداءؓ نے تعلیمی حلقوں کی ابتداء کی ہے۔''

اپنے لائق اور ذی استعداد شاگردوں سے کام لینا اور ان کو آگے بڑھانا روز اول سے اہل علم کا معمول رہا ہے اور یہی ہونا چاہئے۔

عراق کے دونوں آباد شہر کوفہ اور بصرہ عہد صحابہؓ و تابعینؒ میں اس طرح دینی علوم کا مرکز بنے کہ گھر گھر دارالعلوم معلوم ہوتا تھا' یہاں کی اسلامی تہذیب و ثقافت اور اسلامی علوم کے دریاؤں کی روانی کے سامنے دجلہ و فرات کی موجیں شرمارہی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کو دارالخلافہ قرار دے کر اسے مہبط علم و علماء بنادیا تھا۔ ستر سے زائد اجلہ صحابہ یہاں سکونت پذیر ہوئے۔ ان میں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا دینی و علمی اور روحانی فیض بہت زیادہ عام تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو یہ کہہ کر کوفہ بھیجا کہ اپنے اوپر اہل کوفہ کو ترجیح دیتا ہوں' آپ حلقۂ درس میں تعلیم دینے کے علاوہ ہر جمعرات کو عوام کو وعظ سنایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ کیا ہی بہتر ہو اگر آپ ہمیں روزانہ وعظ سنایا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں زیادہ وعظ سنا کر لوگوں کو برداشتہ خاطر نہیں کرنا چاہتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو جمعرات' جمعرات وعظ سنایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے حلقۂ درس سے بڑے بڑے نامی گرامی ائمہ دین پیدا ہوئے ہیں' آگے چل کر جن کا ایک مستقل فقہی مکتب فکر قائم ہوا۔ ان میں امام ابراہیم نخعیؒ بہت مشہور ہیں جن کے واسطہ سے حضرت ابن مسعودؓ کے علوم عام ہوئے۔ امام نخعیؒ کی درسگاہ کوفہ کے محلہ براذرن میں واقع تھی۔

کوفہ میں حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ کی درسگاہ بھی بڑی اہمیت و مرکزیت رکھتی تھی۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''خیر کم من تعلم القرآن و علمہ۔''

ترجمہ: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن پڑھے اور پڑھائے۔''

اسی حدیث نے مجھے اس مجلس تعلیم و تدریس میں بٹھایا ہے' نیز فرماتے تھے کہ ہم نے قرآن کی تعلیم ایسے حضرات سے پائی ہے جو دس آیات سیکھ کر جب تک ان کے تمام احکام و معانی کو معلوم نہ کر لیتے تھے' اگلی دس آیات کو نہیں سیکھتے تھے' اسی کے ساتھ ساتھ ان پر پورے طور سے عمل بھی کرتے تھے' وہ زمانہ قریب ہے جب اس کی وارث ایک ایسی قوم ہوگی جو قرآن کو پانی کی طرح پیئے گی' یعنی بغیر سوچے سمجھے اور بغیر عمل کئے سرعت کے ساتھ پڑھے گی' قرآن ان کی پسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا بلکہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا' حرف زبان پر ہی رہ جائیں گے۔

ان کا قاعدہ تھا کہ طالب علموں کو دس آیات صبح اور دس آیات شام کو پڑھاتے تھے۔ پانچ پانچ آیات بھی حسب لیاقت و استعداد پڑھاتے تھے' یعنی آپ کی درسگاہ میں صبح و شام پانچ یا دس آیات کا سبق دیا جاتا تھا اور دن میں دو مرتبہ زیادہ سے زیادہ بیس اور کم سے کم دس آیات پڑھائی جاتی تھیں' آپ اپنے شاگردوں کو نیک لوگوں کی صحبت کی تلقین کرتے اور غیر ثقہ و غیر محتاط لوگوں کی مجلس سے روکتے تھے۔ عاصم بن بہدلہؒ کا بیان ہے کہ جب ہم نوخیز و نوجوان عالم ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ فرماتے کہ تم لوگ ابوالاحوصؒ کے علاوہ اور کسی عالم اور واعظ کے پاس نہ بیٹھو' نیز تم لوگ شقیق اور سعد بن عبیدہ کے پاس نہ بیٹھو۔ یہ ابووائل شقیق نہیں بلکہ ایک دوسرے شقیق نامی عالم تھے۔

ایک مرتبہ عمرو بن حریث نے ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ کی خدمت میں کچھ اونٹ ایک آدمی کے ذریعے بھیجے۔ لانے والے نے عرض کیا کہ آپ نے عمرو بن حریث کے لڑکے کو قرآن کی تعلیم دی ہے' انہوں نے آپ کی خدمت میں یہ نذرانہ پیش کیا ہے۔ ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ نے کہا: اسے واپس لے جاؤ' ہم کتاب اللہ کی تعلیم پر اجرت نہیں لیتے۔ (طبقات ابن سعدؒ)

کوفہ میں جن اجلہ تابعینؒ اور ائمہ دینؒ کے خانگی مدارس علوم دین کی اشاعت کرتے تھے' ان میں امام عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کا مدرسہ بہت مشہور تھا' ان کی مجلس رات دن کے اکثر اوقات میں جاری رہتی تھی۔ ابن سعدؒ لکھتے ہیں:

''ابن ابی لیلیٰ کا ایک مکان تھا جس میں قرآن رکھے رہتے تھے اور اسی میں قراء و علماء جمع ہو کر ان سے پڑھتے تھے اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ لوگ بغیر کھانا کھائے وہاں سے واپس گئے ہوں۔''

ختم نبوت

کیا عجب کہ اسی مکان یا مدرسہ میں کچھ قراءٗ یعنی طلباء قیام بھی کرتے رہے ہوں اور اس طرح امام ابن ابی لیلیٰ کے مدرسہ میں تعلیم کے ساتھ طلبہ کے قیام و طعام کا بھی انتظام رہا ہو مشہور تابعی عالم حضرت مجاہدؒ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ ابن ابی لیلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ہاتھ میں ایک سونے کا ٹکڑا تھا' انہوں نے پوچھا: کیا تلوار پر سونے کا پانی چڑھانے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا نہیں' فرمایا: کیا اپنے مصحف کو سنہرا بناؤ گے؟ میں نے کہا: نہیں۔

کوفہ میں حضرت عبداللہ بن حارثؒ مستقل طور معلمی کرتے تھے مگر اجرت نہیں لیتے تھے' یہاں کے مشہور مدرسوں میں ضحاک بن مزاحمؒ کا مدرسہ بھی تھا۔ بشیر بن سلیمانؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ضحاک بن مزاحمؒ سے پڑھا ہے' وہ علم دین سکھاتے تھے اور اجرت نہیں لیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے دوستوں کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کرتے تھے۔

ابوعبدالرحمٰن طلحہ بن مصرف اہل کوفہ کے قاری تھے' لوگ ان سے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے' جب طالب علموں کا ہجوم بہت زیادہ ہوگیا تو آپ گھبرا کر امام اعمشؒ کی مجلس درس میں چلے گئے' اس کے بعد آپ کے تلامذہ امام اعمشؒ کے یہاں جانے لگے۔

حسین بن علی جعفریؒ زبردست قاری تھے۔ کوفہ میں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ زندگی بھر مجرد رہ کر تعلیم و تدریس میں مصروف رہے' نہایت عابد و زاہد تھے' حاملین قرآن اور اہل صلاح و خیر سے قلبی تعلق رکھتے تھے۔

عبیداللہ بن موسیٰ کوئی اپنی مسجد میں لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ (طبقات ابن سعدؒ)

عراق کے دوسرے مرکزی شہر بصرہ میں جو اجلہ صحابہؓ و تابعینؒ رہتے تھے' ان کے سرخیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نہایت خوش الحان اور بہترین آواز سے قرآن پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کیا تاکہ جو لوگ اسلام قبول کریں' ان کو ابو موسیٰ قرآن کی تعلیم دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو قرآن کی تعلیم کے لئے منتخب فرمایا تو زندگی بھر وہ یہی خدمت انجام دیتے رہے' حتیٰ کہ جب حضرت عمرؓ نے ان کو بصرہ کی گورنری دی' تب بھی ان کا یہ حال تھا کہ:

"فکان یطوف علی مساجدها یعلم القرآن."

ترجمہ: ''بصرہ کی مسجدوں میں گھوم گھوم کر قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔''

ایک مرتبہ آپ نے بصرہ کے قراء و علماء کو جمع کیا جن کی تعداد تین سو سے زائد تھی' ان سب کو خطاب کر کے فرمایا:

''یہ قرآن تمہارے لئے باعث اجر بھی ہے اور تم پر وبال بھی ہے' اس لئے تم لوگ قرآن کی تعلیمات پر چلو اور قرآن تمہارے پیچھے نہ پڑ جائے کیونکہ جو شخص قرآن کی پیروی کرتا ہے' وہ اسے جنت کے باغات میں لے جاتا ہے اور قرآن جس کے پیچھے پڑ جاتا ہے' اسے جہنم میں پھینک دیتا ہے۔''

تم قرآن کے پیچھے پڑو' قرآن تمہارے پیچھے نہ پڑے گا' مطلب یہ ہے کہ تم اس پر عمل کرو' ایسا نہ ہو کہ تم قرآن پڑھ کر اس سے غافل ہو جاؤ اور وہ تمہارے حق میں وبال بن جائے۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنے تلامذہ کو قرآن کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دیا کرتے تھے اور ان کو عمل کی تلقین کر کے علم و عمل کا جامع بنانے کی کوشش فرماتے تھے۔ قرآن کی تعلیم دو قسم کی ہوتی ہے: ایک مکتب میں بچوں کو قرآن پڑھانا' دوسرے بڑوں کو قرآن کی تفسیر پڑھانا' اس کے اوامر و نواہی اور معانی و مطالب کی تعلیم دینا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ دونوں قسم کی تعلیم دیا کرتے تھے' نیز تجوید و قراءت میں بہت ماہر اور مسلم استاذ تھے اور اس کی بھی تعلیم دیتے تھے۔ ان کی آواز نہایت شیریں و لطیف تھی۔ قرآن پڑھتے تو سماں باندھ دیتے۔

ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہیں تشریف لے جا رہے تھے' راستہ میں ابوموسیٰ اشعریؓ کو اپنے گھر کے اندر قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو دونوں رک کر دیر تک ان کا قرآن پڑھنا سنتے رہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: ''ابوموسیٰ کو آل داؤد کی خوش الحانی دی گئی ہے۔'' حضرت عمرؓ ابوموسیٰ اشعریؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ ابوموسیٰ! تم ہمیں ہمارے رب کی یاد دلاؤ' اور حضرت موسیٰ اشعریؓ ان کو اپنے خاص لہجہ میں قرآن سنایا کرتے تھے۔

مشہور تابعی حضرت عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی تو میرے نزدیک چنگ

ختم نبوۃ

و بربط کی آواز حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی آواز سے زیادہ اچھی نہیں تھی۔

دینی علوم کے لئے اسفار علماء سلف کا محبوب ترین مشغلہ تھا اور انہوں نے اس راہ میں بے حد و حساب تکالیف اٹھائی ہیں۔ ان ہی کی جدوجہد کی برکت ہے کہ ہمارے پاس علوم دین اور کتاب و سنت کا مستند خزانہ موجود ہے اور اس بارے میں تمام اگلی پچھلی امتیں ہماری ہمسری کرنے کی جرأت نہیں کرسکتیں۔ ہم کو بلاشرکت غیرے اپنے اس دینی خزانہ پر بجا طور پر فخر ہے' جیسا کہ معلوم ہوا حضرات سلف تحصیل و تعلیم میں احتساب اور ثواب کی نیت رکھتے تھے اور اس کو بھی عبادت سمجھتے تھے' اس لئے ہرکس و ناکس سے علم دین حاصل نہیں کرتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بے عمل اور غیر معتبر اساتذہ سے تحصیل علم کی ممانعت کرتے تھے۔

امام حاکم نیشاپوریؒ نے معرفت علوم الحدیث میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ میں حدیث کے طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ پہلے استاذ کے احوال کی تحقیق کرے کہ وہ توحید کا کس انداز میں قائل ہے؟ اور اس کا عقیدہ شریعت کے مطابق ہے یا نہیں؟ اور شریعت کے اوامر و نواہی پر عمل کرتا ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ وہ بدعت کا ارتکاب کرکے لوگوں کو اس کی دعوت دیتا ہے یا نہیں؟ بغیر تحقیق حال کے کسی سے حدیث کا درس نہیں لینا چاہئے۔ (معرفۃ العلوم الحدیث ص ۱۵)

امام ابن سیرینؒ اور امام عبداللہ بن مبارکؒ وغیرہ کا قول ہے:

''ھذا العلم دین فانظر عن ما تأخذ دینک۔''

ترجمہ: ''یہ علم دین ہے۔ تم دیکھو کہ اپنے دین کو کس سے حاصل کررہے ہو۔''

جب تک استاذ دینی و اخلاقی اعتبار سے مستند و معتبر نہ ہو اور علم پر عمل نہ کرتا ہو وہ قابل استاد نہیں ہوسکتا' اس سے کسی طرح سے تحصیل علم روا نہیں' چاہے اس کا مطالعہ کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو' استعداد کتنی ہی ٹھوس ہو اور جاننے کی حد تک وہ کیسا ہی زبردست عالم کیوں نہ ہو۔ لیکن ایسے شخص کا درس وعظ و کتاب باعث خیر نہیں ہے۔

تعلیم و تعلم کے واجبات و حقوق میں ان اساتذہ کا شکر ادا کرنا اور ان کا تذکرہ خیر کے ساتھ کرنا شامل ہے' جن کی مجلس یا کتاب سے استفادہ کیا جائے' اپنے اساتذہ و مشائخ کو چھپانا علمی کفران ہے۔ امام ابوعبیدہؒ نے فرمایا:

''علم کا شکر اس طرح ادا ہوتا ہے کہ تم کوئی علم کسی سے حاصل کرو اور لوگ اس کو تمہاری طرف منسوب کریں تو کھلے طور سے کہہ دو کہ باتیں مجھے معلوم نہیں تھیں' یہاں تک کہ فلاں عالم نے ان کے بارے میں مجھے معلومات دیں۔ یہی علم کا شکر یہ ادا کرنا ہے۔''

امام لغت عبدالغنی بن سعیدؒ کا بیان ہے کہ میری ایک کتاب امام ابوعبداللہ حاکمؒ کو ملی تو انہوں نے بڑے تشکر و امتنان کے انداز میں مجھے لکھا کہ میں نے آپ کی کتاب کا املاء اپنی مجلس درس میں کرایا ہے' اس کتاب میں بہت ہی مفید باتیں ہیں' میں ان کو آپ کے حوالہ کے ساتھ اپنے تلامذہ میں بیان کروں گا۔

☆☆............☆☆

قاری مشتاق احمد بالاکوٹی

حیرت انگیز معلومات

وہ حروف جو سورتوں میں صرف ایک مرتبہ آئے ہیں

☆......سورۂ طارق' اعلیٰ' غاشیہ' فجر' شمس' انشراح' تین' علق اور تکاثر میں حرف ''ز'' صرف ایک مرتبہ آیا ہے۔

☆......سورۂ قدر' بینہ' قارعہ اور ھمزہ میں حرف ''س'' ایک مرتبہ آیا ہے۔

☆......سورۂ تکاثر میں ''ب'' صرف ایک بار استعمال ہوا ہے۔

☆......سورۂ کافرون میں ''ز'' صرف ایک بار استعمال ہوا ہے۔

☆......سورۂ کوثر میں حرف ''ذ'' استعمال نہیں ہوا۔

☆......سورۂ اخلاص میں حرف ''ز'' استعمال نہیں ہوا۔

☆......سورۂ اخلاص میں کسرہ (زیر) صرف ایک بار استعمال ہوا ہے۔

☆......سورۂ کافرون' اخلاص' ناس میں حرف ''ق'' ایک بار استعمال ہوا ہے۔

قرآن کریم کی وہ آیات جن میں کوئی نقطہ نہیں

☆......قرآن میں سورۂ طور کی آیت نمبر ۱' سورۂ عصر کی آیت نمبر ۱' اور سورۂ اخلاص کی آیت نمبر ۲ میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔

(ماخوذ از کنز القرآن تحفۃ الصبیان)

ختم نبوۃ

اسلام میں حیا کا تصور

قاری محمد عثمان غنی الحسینی

دین اسلام میں ''حیاء'' کو خاص مقام حاصل ہے' اس لئے کہ حیاء اللہ کی جانب سے پوری انسانیت کے لئے عظیم نعمت ہے' جس کے بغیر انسانی زندگی ناقص اور ادھوری ہے' جو شخص بھی اس نعمت سے محروم ہے وہ حقیقی زندگی کی لذت سے ناآشنا ہے۔ ایسے ہی جس معاشرہ میں حیاء کا تصور نہیں' وہ معاشرہ پراگندہ ہے' جب کہ اسلام انسان کی زندگی کو مکمل اور خوبصورت بنانا چاہتا ہے' اسی طرح اسلام معاشرہ کی صالحیت پر بھی زور دیتا ہے' پھر وہ بھلا حیاء جیسی بنیادی شے کو کس طرح نظر انداز کر سکتا ہے؟ چنانچہ دین اسلام اس بنیادی چیز پر توجہ دیتا ہے اور اس کے متعلق اعلیٰ تعلیم دیتا ہے' ساتھ ہی ان طریقوں کی بھی نشاندہی کرتا ہے جو بے حیائی کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اسلام سب سے پہلے انسان کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہے' جہاں سے بے حیائی کا آغاز ہوتا ہے' اس کے بعد انتہائی احتیاط رکھنے کا حکم دیتا ہے' چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے' ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا دست درازی ہے' پاؤں زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (اس راہ میں چلنا ہے) اور زبان کا زنا ناجائز گفتگو ہے اور دل کا زنا غلط تمنا اور خواہش ہے' آخر میں شرمگاہ یا تو ان سب کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب۔''

قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:

''کہہ دیجئے ایمان والوں سے کہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔'' (سورۂ نور:۳۰)

آگے فرمایا گیا:

''کہہ دیجئے ایمان والی عورتوں سے کہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔'' (سورۂ نور:۳۱)

بے حیائی کے سیلاب پر بند باندھنے کے لئے عورتوں کو زیادہ محتاط رہنا چاہئے' اس لئے کہ غیر مردوں سے پہلے نظریں ٹکرائیں' اس کے بعد فحاشی کا کھیل آہستہ آہستہ شروع ہو گیا' کیونکہ اجنبی مردوں سے نظریں ملنے کے بعد گھر کی چار دیواری میں رہنا یا نگاہیں جھکا کر چلنا اس کے بس میں نہ رہا' اس لئے فوراً باہر آ گئی' وہاں اس نے دیکھا کہ کچھ اشخاص اس کے حسن کے نظارے کے لئے بے چین ہیں تو وہ حسن کی نمائش میں بھی فرحت محسوس کرنے لگی' بس پھر کیا تھا' خطوط اس کے پاس آنے لگے' اس کے چاہنے والوں کی قطار لگ گئی اور اس کی مقبولیت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مزید شہرت کے لئے اس نے ایسے لباس زیب تن کرنے شروع کر دیئے جن میں حسن کی نمائش زیادہ ہو سکے' اس سے بھی آگے اس نے یہ قدم اٹھایا کہ اخبارات و رسائل میں عریاں پوز بھی دینے شروع کر دیئے' اس کے بعد بے حیائی اور آگے بڑھی تو وہ انجام سے بے پرواہ ہو کر عوامی اسٹیج پر آ گئی اور رقص کرنے لگی مگر ابھی اس کا کام پورا نہیں ہوا تھا' اس لئے طوائف بھی بن گئی اور چند ذلت کے ٹکڑوں کے عوض اپنے جسم کو بیچنے لگی' آہستہ آہستہ یہ وبا پوری دنیا میں پھیل گئی' اس طرح پورا سماج پراگندہ ہونے لگا۔

اسلام نے نگاہوں کے ٹکراؤ کے نتیجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کو پہلے ہی سمجھ لیا تھا' اسی لئے نگاہیں جھکانے کے لئے مرد و عورت دونوں کو اس نے تاکید کی تھی' اگر غلطی سے یا ان جانے سے کوئی مرد کسی کو دیکھ لے تو دوبارہ دیکھنے کی ممانعت کی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے علیؓ! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو۔ پہلی نظر تو معاف ہے' دوسری نہیں۔'' (ابوداؤد)

بے حیائی کے خاتمہ کے لئے دین اسلام نے ایسے لباس پر بھی پابندی لگائی جس میں بدن کے خطوط صاف نظر آتے ہوں' یا جسم کی نمائش ہوتی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہی رہیں اور دوسروں کو رجھائیں اور خود دوسروں پر رجھیں اور بختی اونٹ کی طرح ٹیڑھی گردن

ختم نبوت

کر کے چلیں‘ وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔‘‘ (مسلم)

ایسی خوشبو لگانے سے اسلام میں عورتوں کو منع کیا گیا ہے جو مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو عورت عطر لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی عورت ہے۔‘‘ (ابن ماجہ)

یہاں تک کہ دین اسلام میں ان عورتوں کو بھی ہدایت کی گئی جو بڑی اداؤں کے ساتھ غیر مردوں کے ساتھ چلتی ہیں کہ وہ اس طرح نہ چلیں کہ لوگوں میں جنسی اشتعال پیدا ہو اور ان کے اجسام پر ہیجانی کیفیت طاری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو چھپاتی ہیں اپنا سنگھار۔‘‘ (سورۂ نور)

دین اسلام میں حیاء کو بہت پسند کیا گیا ہے‘ اسی لئے بے حیائی کو کسی بھی حالت میں روا نہیں رکھا گیا ہے‘ خاص طور پر ستر کو چھپانے کی ترغیب دی گئی ہے‘ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شوہر بیوی جن کے لئے ایک دوسرے سے کوئی پردہ نہیں ہے‘ انہیں بھی کہا گیا ہے کہ وہ بھی اس معاملہ میں احتیاط سے کام لیں اور حتی الامکان ستر پوشی کو ملحوظ رکھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو اس کو چاہئے کہ ستر کا لحاظ رکھے‘ بالکل گدھوں کی طرح دونوں برہنہ نہ ہوجائیں۔‘‘ (ابن ماجہ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کبھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی)

دین اسلام میں زنا کاری کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی‘ اس لئے کہ زنا سے انسانی قدریں متاثر ہوتی ہیں‘ انسانیت زوال پذیر ہوتی ہے‘ شرم ختم ہوتی ہے اور بے شرمی میں اضافہ ہوتا ہے‘ اسی لئے دین اسلام نے سختی کے ساتھ اس پر پابندی لگائی‘ دراصل زنا کاری بے حیائی کی انتہا ہے اور حیاء اس کی راہ میں رکاوٹ ہے‘ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’زنا کے قریب بھی مت جاؤ‘ اس لئے کہ یہ بے حیائی اور بُری راہ ہے۔‘‘ (بنی اسرائیل)

دین اسلام میں غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کو سو کوڑے لگانے کا حکم ہے اور شادی شدہ زانی اور زانیہ دونوں کو سنگسار کردینے کا حکم ہے۔

اسلام نے لواطت کو بھی فعل بد قرار دیا ہے اور اس پر بھی پابندی لگائی گئی ہے۔ حدیث میں ہے:

’’جس کسی کو تم لواطت کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو۔‘‘ (ابن ماجہ و ترمذی)

اگر کوئی شخص بے حیائی پھیلانے پر مصر ہو تو وہ اللہ کے یہاں عذاب کا مستحق ہے اور اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا دردناک ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

’’جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی پھیلے‘ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔‘‘ (سورۂ نور)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صحیح فہم عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆.........☆☆

ناموس رسالت کے قانون کو غیر موثر بنانے اور ختم کرانے میں قادیانی پیش پیش ہیں: مولانا محمد حسین ناصر

سکھر (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے عیدگاہ مسجد پنوں عاقل میں نماز جمعہ کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے اس وقت سے قادیانی پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں اور پاکستان کو ہر محاذ پر نقصان پہنچانے کی کوششیں کررہے ہیں۔ حکومت پاکستان کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو قانون کا پابند بنائے اور قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کرے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ناموس رسالت کے قانون کو غیر موثر بنانے اور ختم کرانے میں بھی قادیانی پیش پیش ہیں اور ہمارے بعض وفاقی وزیر و مشیر اپنی نوکریاں پکی کرنے کے لئے اس قسم کے بیان دیتے ہیں تاکہ امریکا اور مشرف دونوں خوش رہیں‘ خواہ اس سے اللہ اور اس کا رسولؐ ناراض ہوتے ہوں (نعوذ باللہ) اور پھر اپنے آپ کو مسلمان اور سید بھی کہتے ہیں۔ ہماری ان سے گزارش ہے کہ جو لوگ اسلام اور قرآن پاک کے قوانین برداشت نہیں کرسکتے وہ امریکا یا یورپ چلے جائیں جہاں ان لوگوں کے پسندیدہ مذاہب اور پسندیدہ قوانین رائج ہیں۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اس لئے یہاں صرف اسلام کا قانون نافذ ہوگا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نافذ ہوگی۔ اگر جاوید اقبال جیسا کوئی بدفطرت شخص اسلام کے خلاف زبان درازی کرتا ہے تو اسے بھی سلمان رشدی کا چھوٹا بھائی قرار دیا جائے گا۔

امیر المؤمنین فی الحدیث

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمود حسن فریدی

نام ونسب:

حضرت امام بخاریؒ کا نام مع مختصر شجرۂ نسب کے یہ ہے: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ الجعفی البخاری۔ آپؒ کے پردادا مغیرہ بخارا کے حاکم یمان بن اخنس کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ دستور کے مطابق ولائے اسلام کے پیش نظر مغیرہ فارسی کو مغیرہ جعفی کہا جانے لگا' کیونکہ انہوں نے یمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ امام بخاریؒ کو بھی اسی لئے جعفی کہا جاتا ہے۔

ولادت ووفات:

راجح قول کے مطابق آپؒ کی ولادت تیرہ شوال ۱۹۴ھ بعد نماز جمعہ ہوئی۔ اور وفات ۲۵۶ھ میں ہفتہ کی رات میں ہوئی جو کہ عید الفطر کی شب تھی۔ عید الفطر کے دن یکم شوال ۲۵۶ھ بعد نماز ظہر مقام خرتنگ میں مدفون ہوئے۔ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی کل عمر تیرہ دن کم ۶۲ سال ہوئی۔

ابتدائی حالاتِ زندگی:

امام بخاری رحمہ اللہ کا ابھی بچپن ہی تھا کہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا اور آپؒ کی تربیت کی تمام تر ذمہ داری والدہ ماجدہ پر آ گئی۔ بچپن کے زمانہ میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی بینائی زائل ہوگئی' جس کی وجہ سے آپؒ کی والدہ ماجدہ کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ بڑی عابدہ اور خدا رسیدہ خاتون تھیں' انہوں نے اللہ تعالیٰ سے خوب رو رو کر دعائیں کیں۔ ایک مرتبہ انہیں رات کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو انہوں نے بشارت سنائی کہ تمہاری دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے کی بینائی لوٹادی ہے۔

بچپن میں علمی کیفیت:

بچپن سے ہی آپؒ کو حفظ حدیث کا شوق پیدا ہوا جبکہ آپؒ کی عمر اس وقت دس سال سے زیادہ نہ تھی۔ امام محدث داخلی رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ دیگر محدثین کے حلقہ ہائے دروس میں آپؒ شرکت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ امام داخلی رحمہ اللہ نے ایک سند بیان کی: سفیان عن ابی الزبیر عن ابراهیم' یہ سن کر امام بخاری رحمہ اللہ نے جو ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے' امام داخلیؒ سے عرض کیا کہ ابوالزبیر نے ابراہیم سے روایت نہیں کیا' تو استاد نے بچہ سمجھ کر جھڑک دیا' امام بخاری رحمہ اللہ نے پھر سنجیدگی سے عرض کیا کہ اگر آپ کے پاس اصل نسخہ ہو تو مراجعت فرمالیں۔ بات معقول تھی۔ امام داخلی رحمہ اللہ گھر گئے اور اصل نسخہ کو ملاحظہ فرمایا تو امام بخاری رحمہ اللہ کی بات درست نکلی' امام داخلیؒ واپس آئے اور امام بخاریؒ سے پوچھا کہ لڑکے! اصل سند کیا ہے؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے جواب میں عرض کیا: ''هو الزبير عن ابراهيم''۔ محدث داخلی رحمہ اللہ نے قلم لے کر اصلاح کرتے ہوئے فرمایا: ''صدقت''۔

بے مثال حافظہ:

حاشر بن اسماعیل کا بیان ہے کہ ہم امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ بصرہ کے مشائخ کے پاس جایا کرتے تھے۔ ہم لوگ احادیث سن کر لکھا کرتے تھے اور امام بخاری رحمہ اللہ نہیں لکھتے تھے۔ بطور طعن رفقائے درس امام بخاری رحمہ اللہ سے کہا کرتے تھے کہ آپ خوامخواہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں' احادیث لکھتے نہیں۔ جب زیادہ چھیڑ چھاڑ ہوئی تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اپنی لکھی ہوئی احادیث لاؤ۔ اس وقت تک پندرہ ہزار احادیث لکھی جا چکی تھیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث کو حفظ سنانا شروع کردیا تو سب حیران رہ گئے' پھر احادیث لکھنے والے حضرات اپنی کاپیوں کی تصحیح کے لئے امام بخاری رحمہ اللہ کے حافظہ پر اعتماد کرنے لگے۔

اسی طرح ایک مرتبہ جب امام بخاری رحمہ اللہ بغداد تشریف لے گئے تو وہاں کے محدثین نے امام بخاری رحمہ اللہ کے امتحان کا ارادہ کیا اور دس آدمی اس کام کے لئے مقرر کئے۔ ان میں سے ہر ایک کو دس' دس احادیث سپرد کیں جن کے متن اور اسانید میں

تبدیلی کردی گئی تھی۔ جب امام بخاری رحمہ اللہ تشریف لائے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے وہ تحریف شدہ حدیثیں پڑھنی شروع کیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس کی بیان کردہ ہر تحریف شدہ حدیث سن کر اس کے جواب میں ''لا اعرفہ'' کہتے رہے۔ عوام تو یہ سمجھنے لگے کہ امام بخاری کو کچھ نہیں آتا' لیکن وہاں موجود علماء سمجھ گئے کہ امام بخاریؒ ان کی چال کو سمجھ گئے ہیں۔ اسی طرح دس آدمیوں نے سو تحریف شدہ حدیثیں پیش کردیں جن کی سندوں اور متون میں تغیر کیا گیا تھا' اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ہر ایک کو جواب میں ''لا اعرفہ'' فرمایا۔ جب وہ تمام اشخاص خاموش ہوگئے تو امام بخاری رحمہ اللہ پہلے شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا کہ تم نے پہلی روایت اس طرح پڑھی تھی' یہ کہہ کر غلط طریقہ سے پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ یہ غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے' یہ کہہ کر صحیح طریقہ سے پڑھ کر سنایا۔ پھر نمبروار ایک ایک شخص کی طرف متوجہ ہوتے گئے اور اسے بتاتے گئے کہ تم نے یوں پڑھی تھی اور صحیح یوں ہے' اس طرح ترتیب وار دس کے دس افراد کی اصلاح فرمائی' جس سے سب پر واضح ہوگیا کہ یہ کتنے ماہر فن حدیث ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعجب اس پر نہیں کہ انہوں نے غلطی پہچان لی اور اس کی اصلاح کردی کیونکہ وہ تو حافظ حدیث تھے ہی' ان کا تو کام ہی یہ ہے بلکہ تعجب اس بات پر ہے کہ غلط احادیث کو ایک ہی مرتبہ سن کر ترتیب وار یاد رکھا اور پھر ترتیب وار ان غلط احادیث کو بیان کرکے ان کی اصلاح فرمادی۔

حصول علم کے لئے اسفار:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے تمام متداول اور مشائخ بخارا کی کتابوں کو محفوظ کیا' پھر سولہ سال کی عمر میں حجاز مقدس کا ارادہ فرمایا۔ والدہ ماجدہ اور بھائی احمد بن اسماعیل ساتھ تھے۔ والدہ ماجدہ اور بھائی حج سے فراغت کے بعد وطن واپس آگئے اور امام بخاری رحمہ اللہ طلب علم کے لئے مکہ مکرمہ میں ٹھہر گئے۔ مکہ مکرمہ میں آپ کے اساتذہ ابوالولید احمد بن محمد ارزقی' امام حمیدی' حسان بصری' خلاد بن یحییٰ' اور ابوعبدالرحمٰن مقری رحمہم اللہ تھے۔

اٹھارہ سال کی عمر میں آپؒ نے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور وہاں کے مشہور محدثین عبدالعزیز اویسی' ایوب بن سلیمان بن بلال اور اسماعیل بن ابی اویس رحمہم اللہ سے اکتساب فیض کیا۔ اٹھارہ سال ہی کی عمر میں آپؒ نے ''قضایا الصحابۃ و التابعین'' لکھی اور مدینہ منورہ کے اسی سفر کے دوران چاند کی روشنی میں ''التاریخ الکبیر'' لکھی' یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی دوسری تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بصرہ' کوفہ' بغداد' شام' ہرات سمیت دیگر علاقوں کا علمی سفر کیا اور ایک ہزار اسی مشائخ سے احادیث کی سماعت کی۔

علمی سفر میں تکالیف:

امام بخاری رحمہ اللہ نے طلب علم کے دوران فاقے بھی کئے' پتے اور گھاس کھا کر گزارا کیا' بعض مرتبہ اپنا لباس تک فروخت کرنے کی نوبت بھی آئی۔ آپؒ نے زندگی میں چالیس سال تک سالن کا استعمال نہیں کیا۔ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو اطباء نے سالن علاج کے لئے تجویز کیا اور بتایا کہ یہ بیماری سالن کے استعمال نہ کرنے کی وجہ سے ہے' جب علماء ومشائخ نے اصرار کیا تو روٹی کے ساتھ شکر استعمال کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اس مقام ومرتبہ پر پہنچے کہ چھوٹے و بڑے' دوست و دشمن سب آپ کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا فضل وشرف:

امام بخاری رحمہ اللہ اہل فارس میں سے ہیں' جب قرآن کریم کی آیت: ''و آخرین منهم لما یلحقوبهم و هو العزیز الحکیم'' نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس آیت کے بارے میں سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر دین ثریا پر بھی پہنچ جائے گا تو اس کا فرد خاص وہاں سے بھی لے آئے گا۔ تو حضرات محدثین وعلمائے کرام نے اس کا پہلا مصداق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا اور اس کا دوسرا مصداق امام بخاری رحمہ اللہ کو ٹھہرایا۔

حضرت محمد بن حاتم کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جارہے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ آپؐ کے پیچھے چل رہے ہیں' جہاں آپؐ کے قدم مبارک پڑرہے ہیں' وہیں امام بخاری رحمہ اللہ کے قدم پڑرہے ہیں۔ اس خواب سے امام بخاری رحمہ اللہ کا متبع سنت ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

امام بخاریؒ کے شاگرد رشید حضرت فربری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے دریافت فرمارہے ہیں کہ کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ محمد بن اسماعیل (یعنی امام بخاریؒ) کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد بن اسماعیل کو میرا سلام کہنا۔

ورع وتقویٰ:

امام بخاری رحمہ اللہ نے معاصی ومنکرات سے بچنے کا بہت اہتمام کیا' کیونکہ گناہوں سے حافظہ خراب ہوجاتا ہے۔ امام بخاریؒ نے گناہوں سے حد

درجہ احتیاط کی' اس لئے ان کا حافظہ متاثر نہیں ہوا اور حفظ میں ان کو زبردست کمال حاصل ہوا۔

حسن سلوک:

امام بخاریؒ خود تو کوئی کئی دن بغیر کچھ کھائے پئے گزار دیا کرتے تھے' لیکن دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کے معاملہ میں پیش پیش رہتے تھے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو ہر ماہ پانچ سو درہم کی آمدنی ہوتی تھی لیکن یہ ساری رقم آپؒ فقراء و مساکین اور طلباء و محدثین پر خرچ کردیا کرتے تھے۔

ذوق عبادت:

آپ کا ہمیشہ کا معمول تھا کہ آخر شب میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور رمضان المبارک میں اس معمول میں بہت زیادہ اضافہ ہوجاتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ باغ میں نوافل ادا کررہے تھے' نماز کے بعد آپؒ نے کسی سے کہا کہ ذرا میری قمیض اٹھا کر دیکھیں کہ کہیں کوئی موذی جانور تو اس کے اندر نہیں ہے؟ ان صاحب نے آپؒ کی قمیض اٹھا کر دیکھا تو ایک زہریلے جانور نے آپؒ کے جسم پر سولہ' سترہ جگہ ڈنگ مارا تھا اور آپؒ کے جسم کا ڈنگ زدہ حصہ متورم ہوگیا تھا' کسی نے کہا کہ آپؒ نے نماز کی نیت کیوں نہیں توڑ دی؟ آپؒ نے جواب میں فرمایا کہ میں ایک سورت کی تلاوت کررہا تھا' اس کو درمیان میں چھوڑنا مناسب نہیں سمجھا۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ جب علمی اسفار سے واپس اپنے وطن بخارا پہنچے تو ان کا زبردست استقبال کیا گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے وہاں درس حدیث کا سلسلہ شروع کردیا' لوگ جوق در جوق آپؒ کے درس حدیث میں شرکت کرنے لگے۔ حاکم بخارا خالد بن احمد ذہلی نے امام صاحب رحمہ اللہ سے کہا کہ آپ دربار شاہی میں تشریف لاکر حدیث کا درس دیں' امام بخاری رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ میں علم دین کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا کہ اس کو اٹھا کر لوگوں کے دروازے پر جاؤں' اور فرمایا کہ اگر تجھے ضرورت ہے تو میری درس گاہ میں حاضر ہوکر درس حدیث میں شرکت کر' اگر تمہیں یہ بات پسند نہ ہو تو تم حاکم وقت ہو' مجھے درس سے روک دو تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے میں یہ عذر پیش کرسکوں' کیونکہ میں علم کو نہیں چھپا سکتا' اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

''جس سے علم کے بارے میں
سوال کیا گیا' پس اس نے اس کو چھپایا
تو اس کو لگام پہنائی جائے گی جہنم کی
آگ سے۔''

اس بات پر حاکم بخارا ناراض ہوگیا اور اس نے آپؒ کو جلاوطن کردیا' جب آپؒ بخارا چھوڑنے لگے تو آپؒ نے حاکم بخارا کے لئے ذلیل ہونے کی بددعا کی (اور ایسا علم دین کی ناقدری اور اس کی ترویج واشاعت روکنے کی وجہ سے کیا ہوگا)۔ اس واقعہ کو چند روز ہی گزرے تھے کہ خلیفۃ المسلمین کسی وجہ سے حاکم بخارا پر ناراض ہوگیا اور اسے معزول کردیا' پھر حکم دیا کہ اسے گدھے پر سوار کراکر پورے شہر میں اس کی تذلیل کی جائے اور پھر قید میں ڈال دیا جائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ جلاوطن ہونے کے بعد بیکند پہنچے' وہاں بھی آپؒ کے بارے میں اختلاف ہوگیا۔ ایک فریق آپ کے موافق ہوگیا اور ایک فریق آپ کا مخالف۔ آپؒ نے وہاں بھی قیام مناسب نہ سمجھا۔ اسی اثنا میں اہل سمرقند نے آپؒ کو سمرقند آنے کی دعوت دی' آپؒ نے ان دعوت قبول کرلی اور بیکند سے سمرقند روانہ ہوگئے۔ راستہ میں خرتنگ کے مقام پر آپؒ رک گئے۔ وہاں آپؒ کے کچھ رشتہ دار رہتے تھے' وہیں پر آپ کو یہ معلوم ہوا کہ آپؒ کے لئے سمرقند میں بھی حالات موافق نہیں ہیں۔ اس موقع پر آپؒ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! مجھ پر زمین تنگ ہوگئی'
پس مجھ کو موت دیدے۔''

اس دعا کے بعد مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ آپؒ کا انتقال ہوگیا۔

امام بخاریؒ کے متعلق بشارت:

عبدالواحد بن آدم طواویسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں' میں نے سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم محمد بن اسماعیل بخاری کا انتظار کررہے ہیں۔ چند دنوں کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع مجھے پہنچی تو انتقال کا بعینہ وہی وقت تھا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی کرامت:

جب امام بخاری رحمہ اللہ کو دفن کیا گیا تو قبر سے مشک کی خوشبو آنے لگی' لوگ آتے اور تعجب کرتے اور قبر کی مٹی اٹھا اٹھا کر لے جاتے۔ چوکیداری سے بھی کام نہیں چلا تو لکڑی کی ایک جالی لگادی گئی۔ بہت سے مخالفین اس کرامت کو دیکھ کر تائب ہوگئے۔ یہ خوشبو کیسی تھی؟ بظاہر یہ اتباع سنت اور احیائے سنت کی خوشبو تھی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ و جزاہ خیر الجزاء۔

☆☆..........☆☆

اقوام متحدہ توہین رسالت کا عالمی قانون پاس کرے

ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

کانفرنس کی کہانی، اخباری رپورٹوں کی زبانی

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے امت مسلمہ ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس نے بے انتہا مخالفت کے باوجود اپنی ہمہ گیریت ثابت کردی ہے۔ ۱۱/ستمبر کے واقعہ کے بعد سے دنیا میں قبولیت اسلام کی شرح میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ مسلمانوں کو کرۂ ارض سے مٹانے کی کوششیں ناکام ثابت ہونگی۔ اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دینے والے خود جنونی انتہاپسند ہیں۔ قادیانیوں کے مذموم پروپیگنڈے کے زیر اثر اسلام، مسلمانوں اور مسلم ممالک کے خلاف منفی رپورٹیں شائع کی جارہی ہیں۔ اسلامی ممالک میں توہین رسالت کے قانون اور حدود آرڈیننس جیسے اسلامی قوانین کے خاتمے یا ان میں ترمیم کی باتیں مغربی ممالک کے مطالبات کے اثرات ہیں۔ اسلام دشمن قوتیں خود دہشت گردی کروا کر اس کا الزام اسلام اور مسلمانوں پر تھوپ رہی ہیں۔ جہاد اور دہشت گردی کے فرق کو سمجھنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ مسلمانوں پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کے الزامات یکطرفہ اور قطعاً بے بنیاد ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے امت مسلمہ ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہے۔ مسلم ممالک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر پابندی عائد کریں۔ سنجیدہ فکر کے حامل مغربی ممالک اسلام کے خاتمے کے بجائے مسلم ممالک کے ساتھ مذاکرات کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ مسلم ممالک ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اقوام متحدہ میں آواز اٹھائیں۔ قادیانی جماعت ضد اور ہٹ دھرمی کا راستہ چھوڑ کر عقیدۂ ختم نبوت کو مان لے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوجائے۔ ان

مرتبہ......اطہر عظیم

خیالات کا اظہار مقررین نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام منعقد ہونے والی انیسویں سالانہ انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس میں شریک بیس ہزار سے زائد مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ کانفرنس میں جرمنی، بیلجیم، ناروے، ڈنمارک، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش سے مندوبین نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کی دعا و اجازت سے ہوا۔ قائد حزب اختلاف اور متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور ستم یہ کہ مظلوم امت مسلمہ ہی کو دہشت گردی کا مرتکب قرار دے کر مورد الزام ٹھہرایا جارہا ہے۔ مسلم ممالک میں دہشت گردی کے واقعات ایک طے شدہ منصوبے کے تحت کرائے جارہے ہیں تاکہ اسلام پسند قوتوں کو بدنام کیا جاسکے۔ وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا جھوٹا پروپیگنڈا کرکے مسلم ممالک میں لاکھوں مسلمانوں کو شہید کردیا گیا ہے اور آئے دن شہداء کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ قادیانیوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر مغربی ممالک مسلمانوں سے اس درجہ بدگمان ہوگئے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو انسانوں کا درجہ دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یورپ میں مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کے لئے بے مثال خدمات انجام دی ہیں۔ اس کا واضح ثبوت یورپ میں قادیانیت سے تائب ہونے والے نومسلموں کی بڑھتی ہوئی تعداد ہے جن کی ایک تعداد آج کانفرنس میں شریک ہے۔ مسلم امہ قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کے خاتمے کیلئے خصوصی فنڈ مختص کرے۔ مغربی ممالک قادیانیوں کی سرپرستی کرنا اور انہیں

ختم نبوۃ

سیاسی پناہ فراہم کرنا چھوڑ دیں۔ اقوام متحدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو عالمی سطح پر جرم قرار دے کر توہین رسالت کا عالمی قانون پاس کرے۔ مسلم ممالک ناموس رسالتؐ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اقوام متحدہ میں آواز اٹھائیں۔ اسلام کو کچلنے کے بجائے اس کے پیغام کو سنجیدگی سے سمجھنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ یورپ خود کو اسلام کے مقابلے کے بجائے اسلام کے مطالعے کے لئے تیار کرے۔ مغربی ممالک کی اسلام دشمنی پر مبنی روش انسانیت کے لئے ہلاکت خیز ثابت ہورہی ہے۔ دہشت گردی کا مقابلہ دہشت گردی سے کرنا دنیا کو تباہی کے دہانے کی طرف لے جارہا ہے۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کہا کہ اسلام اور قادیانیت ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن قادیانی امریکا اور یورپ میں قادیانیت کو حقیقی اسلام باور کراکر دنیا کو دھوکہ دینے کی کوشش کررہے ہیں۔ دینی مدارس پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کے الزامات سراسر جھوٹے اور بے بنیاد ہیں۔ مغربی میڈیا دینی مدارس کے خلاف معاندانہ رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ مدارس میں اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات کی تعلیم دی جاتی ہے اور آج تک کسی دینی مدرسے نہ کسی قسم کا اسلحہ برآمد ہوا ہے اور نہ ہی ان مدارس میں ملٹری ٹریننگ دی جاتی ہے۔ دینی مدارس کے علمائے کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے علمبردار ہیں۔ قادیانیوں نے مغربی دنیا کو دینی مدارس کے خلاف بدگمان کیا ہے۔ سنجیدہ فکر کے حامل مغربی ممالک اسلام کے خاتمے کے بجائے مسلم ممالک کے ساتھ مذاکرات کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے کا نام نہیں بلکہ آپؐ کے بعد کسی شخصیت کو آپؐ کا دوسرا جنم یا دوسرا روپ ماننے سے انکار بھی عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ قادیانی عقائد کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہ محمد رسول اللہ سمجھنے پر رکھی گئی ہے۔ مرزا غلام احمد نے 1901ء میں اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں اپنے آپ کو محمد رسول اللہ قرار دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے عیسیٰ مسیح اور امام مہدی ہونے کے دعوے غلط ثابت ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر مولانا منظور احمد الحسینی نے کہا کہ اسلام، یہودیت اور عیسائیت تینوں مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ قیامت سے قبل ایک مسیحا نے آنا ہے۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کے نزدیک وہ مسیحا حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس وقت آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت میں ایک خلیفہ برحق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے جبکہ اس کے برعکس یہودیوں کے نزدیک وہ مسیحا دجال ہوگا۔ قادیانیوں کی جانب سے وفات مسیح کا عقیدہ رکھنا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود خیال کرنا لغو اور باطل عقیدہ ہے جس کی قرآن وحدیث صریح مخالفت کرتے ہیں۔ قادیانیت سے تائب ہونے والے جرمن نومسلم اسکالر مظفر احمد مظفر نے کہا کہ قادیانی رہنماؤں نے ہمیں ہمیشہ یہ کہہ کر دھوکا دیا کہ وہ مرزا غلام احمد کو امام مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں لیکن جب ہم نے مرزائی لٹریچر کا مطالعہ کیا تو خود مرزا غلام احمد کی تحریر میں اپنے آپ کو محمد رسول اللہ، نبی، رسول حتی کہ خدا تک قرار دینے کے دعوے تحریر تھے جن کے مطالعہ کے بعد میں، میرا پورا خاندان اور دیگر سلیم الطبع قادیانی قادیانیت سے تائب ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے اور اب ہمیں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں کھلی آنکھوں نظر آرہی ہیں۔ اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے سربراہ مفتی خالد محمود نے کہا کہ حضرت امام مہدیؓ کی شخصیت محض ایک مفروضہ نہیں اور نہ ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق نزول مسیح کے موقع پر وہ مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے اور ان کی شخصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الگ ہوگی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مہدویت ان علامات کی روشنی میں غلط ثابت ہوتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون امیر صاحبزادہ عزیز احمد نے کہا کہ عیسائی دنیا قادیانیوں کی حمایت سے کنارہ کش ہوجائے۔ مسلم ممالک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر پابندی عائد کریں۔ امت مسلمہ فلاحی ادارے قائم کرے تاکہ مشنری سرگرمیوں کی آڑ میں قادیانیت کے فروغ اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر قدغن لگائی جاسکے۔ جمعیت علمائے برطانیہ کے امیر مولانا عبدالرشید ربانی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے امت مسلمہ ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس نے بے انتہا مخالفت کے باوجود اپنی ہمہ گیریت ثابت کردی ہے۔ ١١/ستمبر کے واقعہ کے بعد سے دنیا

میں قبولیت اسلام کی شرح میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے جس کا ثبوت امریکا اور یورپ میں نائن الیون کے بعد کئی لاکھ افراد کا اسلام قبول کرنا ہے جبکہ قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہونے والوں کی تعداد اس سے الگ ہے۔ اسلام دنیا کا سب سے جدید اور ترقی یافتہ مذہب ہے۔ جمعیت علمائے برطانیہ کے سیکریٹری جنرل مفتی محمد اسلم نے کہا کہ حکومت برطانیہ قادیانیوں کی جانب سے قادیانیت کو حقیقی اسلام قرار دینے کی روش پر پابندی عائد کرے اور انہیں اپنے دین کیلئے الگ نام اور اپنے مذہب کیلئے الگ شعائر وضع کرنے کا حکم دے اور ان کی جانب سے شعائر اسلام کے نازیبا استعمال کی روش کا انسداد کرے۔ قادیانی مذہبی کتابوں میں انبیائے کرام کی توہین پر مشتمل مواد موجود ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کی مذہبی دل آزاری کا باعث ہے اس لئے یورپی حکومتیں توہین رسالت پر مشتمل قادیانی مذہبی کتابوں کو ضبط کریں۔ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے رہنما مولانا عبدالرؤف ربانی نے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کی جانب سے اسلام کے نام پر قادیانیت کے فروغ کی کوششوں کا انسداد کرے اور بین الاقوامی قوانین کے ذریعہ قادیانیوں کی جانب سے اسلام کے نام کو استعمال کرنے پر پابندی عائد کرے۔ مسلم ممالک کے خلاف ہونے والی بین الاقوامی سازشوں میں قادیانی گروہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اب تک متعدد مسلم سربراہان قادیانیوں کی سازشوں کا شکار ہوچکے ہیں۔ انہوں نے قادیانیت کو امت مسلمہ کیلئے ایک آزمائش قرار دیتے ہوئے نئی نسل پر زور دیا کہ وہ اس آزمائش کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوجائے۔ شیخ الحدیث مولانا قاری خلیل احمد بندھانی نے کہا کہ دنیا سے دہشت گردی کی سیاست کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی احکامات کو ان کی اصل روح کے مطابق نافذ کیا جائے۔ دنیا تمام نظاموں کی ناکامی کا تجربہ کرچکی ہے۔ اس لئے اسے اب اسلام کو مکمل نظام حیات کی حیثیت سے تسلیم کرلینا چاہئے اور اس کے عملی نفاذ کی کوششیں کرنی چاہئیں۔ اقوام متحدہ قادیانیوں کی جانب سے اسلام کے نام پر قادیانیت کے فروغ کا انسداد کرے۔ بین الاقوامی قوانین کے ذریعہ قادیانیوں کے اسلام کے نام کو استعمال کرنے پر پابندی عائد کی جائے۔ ناروے کے مسلم اسکالر قاری طارق عثمان نے کہا کہ دنیا بھر میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کے پیچھے اسلام دشمن قوتوں کا ہاتھ ہے۔ یورپ میں اسلامک سینٹرز نے اسلام کی سربلندی کیلئے اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ اسلامک سینٹرز یورپ میں قادیانیت کے فروغ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گزشتہ انیس سال سے پرامن بنیادوں پر یورپ میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے سدباب کے لئے آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے جدوجہد کررہی ہے۔ بنگلہ دیش کے ممتاز اسکالر اور مجلس تحفظ ختم نبوت بنگلہ دیش کے سیکریٹری جنرل مولانا نورالاسلام نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کو مانے بغیر اسلام کے دیگر عقائد پر ایمان لانا بے معنی ہوجاتا ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان بنیادی فرق ہے۔ بنگلہ دیش میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے پرامن جدوجہد جاری ہے اور ان کی مطبوعات پر پابندی عائد کی جاچکی ہے۔ کانفرنس میں مولانا مفتی محمد احمد (جرمنی)، راجہ بشیر احمد (ڈنمارک)، مولانا عبدالحلیم فاروقی لکھنوی (ہندوستان)، مفتی محی الدین (بنگلہ دیش)، مولانا عبدالمجید انور، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، قاری خبیب احمد عمر، مولانا اشرف علی (پاکستان)، مفتی محمد اسلم، قاری اسماعیل رشیدی، مولانا فضل داد، مولانا ابراہیم مولانا محمد سلیم دھورات، مولانا عبدالرؤف، مولانا ایوب سورتی، مولانا محمد بلال پٹیل، قاری اسماعیل رشیدی، مولانا سلیم دھورات، مفتی عبدالقادر، صاحبزادہ سعید احمد، مولانا موسیٰ پانڈور، پیر محمد انور، مولانا اسلم زاہد، حافظ محمد ازہر، علامہ عمران اللہ کی، نعمان مصطفیٰ اور دیگر علمائے کرام نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر کانفرنس میں شریک بیس ہزار سے زائد مسلمانوں نے اسلامی اقدار کے تحفظ، عقیدۂ ختم نبوت سے وابستگی اور قادیانیت کے خلاف آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے پرامن جدوجہد جاری رکھنے کا عہد کیا۔ قبل ازیں انیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کے فرائض قاری قمرالزمان نے انجام دیئے جبکہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرنے کی سعادت سید سلمان گیلانی، مفتی عبدالمنتقم سلہٹی اور شعیب کو حاصل ہوئی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد نے انجام دیئے۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی اختتامی نشست کی صدارت کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ

ختم نبوت

ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ نے کہا کہ علمائے کرام گزشتہ ایک سو سال سے قادیانیت کے خلاف آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے پرامن جدوجہد کررہے ہیں۔ قادیانیت نے دنیا کو غیر عقلی عقائد ونظریات اور اسلام کے نام پر دھوکہ دہی کے ذریعہ گمراہ کیا ہے اور امام مہدی' مسیح موعود' ظلی وبروزی نبی کی اصطلاحات کے ناروا استعمال کے ذریعہ اسلام کے امیج کو مسخ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ مرزا غلام احمد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جنم سمجھنا قادیانی عقائد کی بنیاد ہے۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی مولانا فضل الرحمٰن نے اختتامی نشست سے تفصیلی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنگ کے ذریعہ امن کو نہیں بلکہ دہشت گردی کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ اسلام کے بارے میں ہم مغرب کی غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ قادیانیوں کے بارے میں امریکا اور مغرب کا رویہ جمہوری اصولوں کے منافی ہے۔ ۱۱/ستمبر کی رپورٹ میں اسلامی دہشت گردی کی اصطلاح اسلام کو بدنام کرنے کے لئے استعمال کی گئی ہے حالانکہ اسلام اور دہشت گردی کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں۔ عراق میں مسلمانوں کے قتل عام پر قادیانیوں نے جشن منائے اور چراغاں کیا۔ اسلامی ممالک عراق میں فوج بھیجنے کی غلطی نہ کریں۔ فوجیں عراق بھیجنے کی مخالفت جاری رکھیں گے۔ مسلم ممالک کو سیکولر اسٹیٹ بنانے اور ان میں رائج اسلامی شقوں کو چھیڑنے کی کوششوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ حدود آرڈی نینس اور ناموس رسالتؐ کے قانون میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔ امریکا عراق میں بری طرح پھنس چکا ہے اور وہاں سے نکلنے کے لئے راہیں تلاش کررہا ہے۔ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کو عراق میں فوجیں بھجوانے کی دعوت دے کر امریکا مسلمانوں کو باہم دست و گریبان کروا کر مسلمانوں کا خون بہانے کے درپے ہے۔ حکومت ہوش کے ناخن لے اور فوجیں عراق بھجوانے کی غلطی نہ کرے۔ اسلام جہاد کے فریضہ کا قائل ہے اور جہاد کے ذریعہ دہشت گردی کا راستہ روکتا ہے۔ مغرب کو جہاد اور دہشت گردی کے درمیان فرق کرنا ہوگا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مغربی ممالک پیغمبر اسلام کا نہ صرف انکار کریں بلکہ ان کی توہین کے مرتکب کی سرپرستی کریں اور اس توہین کے خلاف قوانین کی تشکیل کو امتیازی قرار دیں؟ فحاشی وعریانی مغربی معاشرے کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہے اور اس کا سدباب صرف حدود آرڈیننس جیسے قوانین کے نفاذ ہی سے ممکن ہے۔ عیسائیت اور یہودیت میں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمام صفات کو تسلیم کئے بغیر کوئی فرد عیسائی یا یہودی نہیں کہلا سکتا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کئے بغیر کوئی شخص کیسے مسلمان ہوسکتا ہے؟ برطانیہ اور مغرب پارلیمنٹ کے فیصلوں اور جیوری کی رائے کی بالادستی کے قائل ہیں اور انہیں اتھارٹی تسلیم کرتے ہیں تو قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کے بارے میں وہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کو قبول کرنے سے آخر کیوں ہچکچاتے ہیں اور اس سلسلے میں پارلیمنٹ کی اتھارٹی کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ عدلیہ کے فیصلے کا پوری دنیا میں نہ صرف احترام کیا جاتا ہے بلکہ اس کو قانون کی حیثیت دے کر دوسری عدالتوں میں نظیر کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ ماریشس کی عدالت نے سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ پاکستان کی تمام عدالتوں نے قادیانیوں کے عقائد کے غیر اسلامی ہونے کے بارے میں فیصلے دیئے۔ جنوبی افریقہ کی عدالت عظمیٰ نے اس سلسلے میں علمائے کرام کی رائے کو اتھارٹی قرار دیا۔ آخر برطانیہ' مغرب اور امریکا ان عدالتوں کے فیصلوں کو قبول کرنے سے کیوں گریزاں ہیں؟ عوامی رائے اس وقت دنیا میں سب سے موثر اتھارٹی ہے۔ روس جیسی سپر طاقت عوامی رائے کی وجہ سے اپنی اکائیت کھو بیٹھی۔ دنیا کی مختلف بادشاہتیں عوامی فیصلوں کے سامنے سرنگوں ہوگئیں۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے پاکستان کی عوام نے 1953' 1974 اور 1984ء میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت وناموس رسالتؐ کی تحریکات کے موقع پر اجتماعی رائے پیش کرکے قادیانیوں کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ اس لئے برطانیہ کو اس سلسلے میں پاکستان اور امت مسلمہ کے فیصلوں کا احترام کرنا چاہئے۔ برطانیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس سلسلے میں احتیاط کے پہلو کو ترجیح دے کیونکہ قادیانی گروہ کی پیدائش وآبیاری کا الزام اس کی سابقہ حکومت پر ہے۔ اسی لئے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو سرکار برطانیہ کا ''خود کاشتہ پودا'' قرار دیا تھا۔ اگر موجودہ حکومت نے قادیانیوں کی کسی بھی انداز میں حمایت کی تو مسلمانوں کے دلوں میں اس تاثر کو تقویت ملے گی اور حکومت مسلمانوں کی حمایت سے محروم رہ جائے گی۔ یہ ایک خالص مذہبی مسئلہ

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

ہے اور اس کی بنیاد عقائد پر ہے جس کا فیصلہ مسلمانوں کے علمائے کرام ہی کر سکتے ہیں' حکومت برطانیہ اس سلسلے میں مسلمانوں کے تحفظات کو یقینی بنائے۔ اسلام نے تہذیبوں کی موجودگی میں ایک بہترین معاشرت پیش کی اور تہذیبوں کے درمیان تصادم اور ٹکراؤ کی کیفیت پیدا نہیں کی بلکہ دیگر مذاہب کی تہذیبوں کو ایک دائرہ کار مہیا کیا کیونکہ تہذیبوں کے درمیان ٹکراؤ اور تصادم انتہا پسندی ہے۔ اسلام تہذیبوں کے درمیان مفاہمت اور بات چیت کے ذریعہ مسائل حل کرنے کا مدعی ہے۔ اسلام میں تنگ نظری اور تعصب ونفرت کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام اپنے عقائد ونظریات کو قبول کرنے دعوت دیتا ہے لیکن اس کے لئے کسی جبر کا قائل نہیں۔ اسلام دیگر مذاہب سے تصادم کے بجائے پرامن طریقہ سے اشاعت وترویج کے ذریعہ اپنی حقانیت واضح کرتا ہے۔ اسلام عالمگیریت کا مذہب ہے جو عالمگیر معاشرہ کی تشکیل کی دعوت دیتا ہے۔ اس کی دعوت پوری انسانیت کے لئے ہے۔ جو مذہب پوری انسانیت کو لے کر چلنے کا دعویدار ہو وہ کس طرح دوسرے مذاہب یا افراد سے نفرت کی دعوت دے سکتا ہے یا ان سے نفرت کا اظہار کرسکتا ہے۔ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیائے کرام کو سچا نبی ماننے کی دعوت دی اور ان کے احترام کا حکم دیا اور ان کی توہین کو کفر قرار دیا۔ ہم مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم پر تنگ نظری کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس عیسائی اور یہودی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور اسلام کی تعلیمات کو ختم کرنے کے درپے ہیں اس کے باوجود انہیں تنگ نظر اور متعصب قرار نہیں دیا جاتا۔ اسلام انسانیت کی فلاح وبہبود کی بات کرتا ہے۔ مسلمان انسانی برادری کی وحدت اور مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان بہتر تعلقات کے خواہاں ہیں۔ مسلمان عیسائیت اور یہودیت کے پیغمبروں کا احترام کریں اور ان کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے قانون تشکیل دیں تو انہیں تنگ نظر کیوں کہا جاتا ہے؟ توہین رسالت کی کھلم کھلا اجازت دیدینا وسعت نظری نہیں بلکہ معاشرے کو لاقانونیت کی طرف دھکیلنے کی کوشش ہے۔ امریکا اور مغربی ممالک اقوام متحدہ کے منشور کے تحت معاملات کو پرامن طریقہ سے حل کرنے کی روایات قائم کریں اور جنگ کا راستہ ترک کردیں۔ جنگ کے ذریعہ امن قائم کرنے کا خواب دیکھنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ جنگ کے ذریعہ مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ دہشت گردی کو فروغ ملتا ہے' نفرتیں بڑھتی ہیں اور تعصب کی دیواریں بلند ہوتی ہیں۔ افغانستان' عراق' فلسطین' کشمیر' چیچنیا اور دیگر ممالک میں جنگ کے ذریعہ کس نے امن قائم کرلیا کہ آپ کرلیں گے؟ آیئے مذاکرات اور بات چیت کا راستہ اختیار کرکے دنیا میں امن قائم کریں۔ ہم دہشت گردی کے رجحان کی مذمت کرتے ہیں۔ دہشت گردی کے واقعات کا تسلسل تشویشناک ہے۔ مولانا عبدالمجید انور' مولانا مفتی محمد احمد (جرمنی)' راجہ بشیر احمد (ڈنمارک)' مولانا عبدالحلیم فاروقی لکھنوی (ہندوستان)' مفتی محی الدین (بنگلہ دیش)' مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی' قاری خبیب احمد عمر' مولانا اشرف علی (پاکستان)' قاری محمد اسماعیل رشیدی' مولانا صاحبزادہ عزیز احمد' مولانا منظور احمد الحسینی' مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام اور قادیانیت کو مکس کرنے کی کوششوں کا سدباب وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اس وقت امریکا اور مغرب قادیانیت کو اسلام اور دہشت گردی کو اسلامی انتہاپسندی گردانتے ہیں جو سنگین غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت قرآن مجید کی سو سے زائد آیات اور دو سو سے زائد احادیث سے ثابت ہوتا ہے اس لئے اس کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت نے امت مسلمہ کے اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے اہم ستون کا کردار ادا کیا ہے۔ جرمنی سمیت پورے یورپ میں قادیانی دانشوروں کی ایک بڑی تعداد قادیانیت سے تائب ہورہی ہے اور اسلام قبول کرنے اور اس کی حقیقی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے اسلامک سینٹرز کا رخ کررہی ہے۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کی اطلاعات کے بعد علمائے کرام نے ان کا موثر سدباب کیا اور اب قادیانیوں کے گاؤں کے گاؤں مسلمان ہورہے ہیں۔ قادیانیوں کا اصل مسئلہ لاعلمی ہے۔ قادیانی مذہبی پیشواؤں نے اپنے عوام کو حقیقت سے بے خبر رکھ کر اسلام کے دور کیا ہوا ہے۔ بنگلہ دیش میں غریب اور مفلوک الحال مسلمانوں کی امداد کے بہانے قادیانی مشنریوں نے مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی مہم شروع کی تھی لیکن مسلمانوں کی بروقت کوششوں کی بدولت اب قادیانیوں کے خلاف وہاں انہیں غیرمسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک چل رہی ہے۔

☆☆..........☆☆

قراردادیں منظور شدہ انیسویں سالانہ

انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس برمنگھم منعقدہ یکم اگست ۲۰۰۴ء

1:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام انیسویں سالانہ انٹرنیشنل کانفرنس کا یہ عظیم اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنایا جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے مطابق قادیانیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے' مساجد کی شکل میں عبادت گاہیں بنانے اور اسلامی علامات استعمال کرنے سے روکا جائے۔

2:...... یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے قادیانیوں کی وہ کتابیں جن میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم' انبیائے کرام علیہم السلام' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین' ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن' اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی توہین پر مشتمل عبارتیں موجود ہیں ان کتابوں کو ضبط کیا جائے اور قادیانیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔

3:...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر مذہبی جماعتوں نے طویل جدوجہد کے بعد تحفظ ناموس رسالت کا قانون اسمبلی سے منظور کرایا تھا۔ اس وقت سے بیرونی حکومتوں کی جانب سے اس قانون کو منسوخ کرنے یا اس کی حیثیت تبدیل کرنے کے لئے مسلسل دباؤ ڈالا جارہا ہے اور اب موجودہ حکومت نے اس دباؤ کو قبول کرکے اس میں ترمیم وتبدیلی کا اشارہ دیا ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل میں ترمیم وتبدیلی کی سفارش کے لئے بھیجا ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اس قانون میں ترمیم وتبدیلی کا فیصلہ واپس لیا جائے تاکہ ملک انتشار سے بچے۔

4:...... یہ اجتماع اقلیتوں کی جانب سے تحفظ ناموس رسالت اور حدود آرڈیننس کے قوانین کے سلسلے میں تحفظات کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے واضح کردینا چاہتا ہے کہ یہ قانون اقلیتوں کے خلاف نہیں بلکہ اقلیتوں کے حقوق کا ضامن ہے۔ اس قانون کی موجودگی کی وجہ سے مسلمانوں اور اقلیتوں کے درمیان تصادم کا خطرہ دور ہوتا ہے اور یہ اقلیتوں کی جان ومال کو محفوظ بناتا ہے' اس لئے اقلیتوں کو قادیانیوں کے پراپیگنڈے کا شکار ہونے کے بجائے حقائق کا سامنا کرتے ہوئے اس قانون کی حفاظت کرنی چاہئے۔

5:...... یہ اجتماع حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کے سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے نام نہاد خلفاء کی جانب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین پر مشتمل کتب پر پابندی عائد کی جائے اور ان کتابوں کو شائع کرنے والے ناشرین کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

6:...... یہ اجتماع واضح کرنا چاہتا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانان برطانیہ کے دین وایمان کے تحفظ اور ان کے اخلاق وکردار کی درستگی کے لئے برطانیہ کے قوانین کی روشنی میں قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہے' اس لئے برطانوی حکومت کو مسلمانوں کے حوالے سے اس کی ان خدمات کے سلسلہ میں اس کے کردار کو سراہنا چاہئے۔

7:...... یہ اجتماع دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم مسلمانوں کی امداد کرے اور فلسطین' کشمیر اور دیگر ممالک کے مفتوح مسلمانوں کو کامیاب کرے اور انہیں ظلم وستم سے نجات دلائے۔

8:...... یہ اجتماع صوبہ سرحد اور بلوچستان میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت کے اسلامی کردار اور وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کی سادگی کے عمل کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور دیگر صوبوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے صوبوں میں اسلام کے سادگی کے اصولوں کو اپنائیں۔

9:...... یہ اجتماع متحدہ مجلس عمل کے ذریعہ فرقہ واریت کے خاتمہ اور امت مسلمہ کے تمام طبقات کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کے عمل کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

10:...... یہ اجتماع جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی دہشت گردوں کے ہاتھوں شہادت پر دہشت گردی کے اس واقعہ کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور قتل کی سازش کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

11:...... یہ اجتماع حکومت برطانیہ کی جانب سے مولانا فضل الرحمن پر عائد پابندی اٹھانے کے عمل کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا محمد اکرم طوفانی' مفتی محمد جمیل خان اور مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ پر عائد پابندی بھی اٹھائی جائے۔

☆☆.........☆☆

توہین رسالت کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی: قاری عبدالوحید قاسمی

اسلام آباد (پ ر) قانون ناموس رسالت میں ترمیم یا تبدیلی کسی صورت میں برداشت نہیں کی جائے گی۔ امریکی سفیر پاکستانی وزیر قانون اور جج بننے کی کوشش نہ کریں اور دین اسلام کے خلاف اپنی سازشیں بند کردیں۔ قانون ناموس رسالت مسلمانوں کے عقیدے کا مسئلہ ہے۔ یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔ حکومت بھی اس قانون کے تحفظ کے لئے اپنا مثبت کردار ادا کرے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے سیکریٹری جنرل قاری عبدالوحید قاسمی نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے امریکی دباؤ پر توہین رسالت کے قانون میں ترمیم پر کام شروع کیا ہوا ہے۔ یہ کوشش ملکی امن کو تباہ کرنے اور اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یہ کسی ایک گروہ، جماعت یا کسی ایک فرقہ کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ تمام مسلمانوں کے ایمان کا مسئلہ ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے مگر توہین رسالت کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کرسکتا۔ اسلامی نظریاتی کونسل اسلامی قوانین میں تبدیلی یا ترمیم کرنے کی مجاز نہیں۔ اس کا کام صرف یہ ہے کہ پاکستان کے وہ موجودہ قوانین جو قرآن وسنت کے خلاف ہیں انہیں قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کے لئے اپنی سفارشات حکومت کو دے۔ اسلامی قوانین کو غیر اسلامی بنانے کے لئے سفارشات مرتب کرنا اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام کے مقاصد سے روگردانی ہے۔ حدود قوانین اور ناموس رسالت ایکٹ اسلامی قوانین ہیں جنہیں تبدیل کرنا یا اس میں ترمیم کرنا کھلم کھلا اسلام دشمنی اور لادین اور قادیانی لابی کی سازشوں کا حصہ ہے۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے پروفیسر مفتی محمد ادریس اور دیگر نے اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے ناموس رسالت ایکٹ میں ترمیم اور حدود قوانین کو تبدیل کرنے کی سفارشات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ پہلے اسلامی نظریاتی کونسل سفارشات مرتب کرتی تھی اور حکومت کے سامنے پیش کرتی تھی مگر موجودہ اسلامی نظریاتی کونسل کے سامنے پہلے حکومت سفارشات مرتب کرکے پیش کرتی ہے اور پھر اس پر کونسل کے ارکین کے دستخط کرواتی ہے اور پھر کہا یہ جاتا ہے کہ یہ سفارشات اسلامی نظریاتی کونسل کی تجویز کردہ ہیں۔ اس لئے اسلامی قوانین کے خلاف اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا کوئی اعتبار نہیں۔

قادیانی عقائد ایک نظر میں

قادیانی جماعت کا بنیادی عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح مکہ مکرمہ میں جنم لیا تھا، اسی طرح اس کے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت اختیار کرکے قادیان میں دوبارہ جنم لیا:

”اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کرکے چھٹے ہزار کے اخیر میں مبعوث ہوئے...... پس جس نے ان سے انکار کیا۔ اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے اخیر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔“ (خطبہ الہامیہ مندرجہ قادیانی مذہب صفحہ ۲۵۹)

پوری قادیانی جماعت ان عقائد پر ایمان رکھنے کی وجہ سے کافر، مرتد اور زندیق ٹھہرتی ہے۔ آپ خود فیصلہ کیجئے کہ ایسے لوگ جو اس قسم کے عقائد رکھتے ہیں، ان سے میل جول، تعلقات، لین دین اور کاروبار کرنا ہمارے لئے روا ہے؟ (جاری ہے)

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختمِ نبوّۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرینؐ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے